میں چُپ رہی

کُسم پاراشر

نام کتاب - ''میں چپ رہی'' (مجموعۂ غزلیات)

مصنفہ وناشر - کُسم پاراشر

کمپوزنگ - اِرم کمپیوٹرس بھوپال

کمپوزر - محمد نعیم انصاری

سنِ اشاعت - ۲۰۰۶ء

تعداد - چارسو

طباعت - کمل شردھا آفسیٹ ایم پی نگر بھوپال۔

قیمت - سو روپیئے -/Rs. 100

رابطہ - ۵۲ پرانا اشوکا گارڈن، رائسین روڈ

بھوپال462023

فون - 2581704 (0755)

Mein Chup Rahi (Gazlen)

Kusum Parashar

Rs. 100/-

یہ کتاب

فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی

حکومت اتّر پردیش لکھنؤ کے مالی تعاون سے

شائع ہوئی

اعتراف

میری شاعری کی شروعات ہندی گیتوں اور ہندی کوتیاؤں سے ہوئی۔ میرا جنم اندور میں ایک برہمن خاندان میں ہوا۔ میرا لالن پالن میری نانی کے ذمے رہا میرے نانا اندور کے ایک مندر میں پجاری تھے گھر کا پورا ماحول مذہبی تھا یہی سنسکار بچپن نے مجھے سونپے جو آج بھی میرے ساتھ ہیں۔ اپنے نانا نانی کے ساتھ روز مندر جاتی وہاں عام طور سے بھجن اور بھگتی گیت گائے جاتے تھے یہ گیت اور سنگیت میرے کانوں میں رَس گھولتے۔ من کی گہرائیوں میں اتر جاتے اور میری ننھی سی سوچ کو راستہ دکھاتے ان گیتوں کی مٹھاس آج بھی من میں رچی ہے اور آتما کو نرمل بھاؤناؤں سے آشنا کرتی رہتی ہے۔

ہوش سنبھالتے ہی مجھے شادی کے بندھن میں باندھ دیا گیا میں اندور سے بھوپال آگئی چند ماہ ہی گذرے تھے کہ مجھے بی ایچ ای ایل بھوپال یونٹ میں ملازمت حاصل ہوگئی یہاں ہندی اُردو کویوں اور شاعروں کی اچھی خاصی تعداد تھی ہر ہفتے کوئی نہ کوئی پروگرام ہوتا رہتا۔ میں بھیل کے علاوہ شہر کے کئی منچوں سے بھی جڑ گئی۔ بھوپال تو ہمیشہ سے ہی ادب وشاعری کا مرکز رہا ہے یہاں آکر میرے وچاروں نے کھلے پن کا احساس کیا، چنتن کے دھراتل پر گیتوں کی آہٹیں سا کار ہونے لگیں وہ وقت بھی کیا تھا عجیب سا جوش تھا دل میں۔ کچھ کرنے کا جوش، آسمان چھونے کا جوش، ہواؤں کو مٹھی میں قید کرنے کا جوش، بہتے دریا سے باتیں کرنے کا جوش اسی جوش نے بی اے کی ڈگری ہاتھوں میں تھمادی۔ جانے کتنے گیت ہونٹوں پر مہکا دیئے۔ گھر اور دفتر کی ذمہ داریوں سے تھوڑا تھوڑا وقت مانگ لیتی اور اسے لفظوں کے نام لکھ دیتی اسی بیچ میری ملاقات اردو کے معتبر شاعر جناب نصیر پرواز صاحب سے ہوئی جو بھیل میں ہی ملازمت کرتے تھے اور میرے پتی کے سیکشن میں تھے۔ ان سے ملنے میں نہ کوئی تکلف تھا نہ کوئی دشواری ان سے مشورہ کرنے میں بھی کوئی جھجک نہیں تھی پھر حالات کچھ ایسے بنے کہ فیکٹری میں کام کرنے والے ہندی اور اردو کے بیشتر قلم کار ایک دوسرے کے قریب آگئے۔ سب کی رائے سے ہم نے ۱۹۸۱ء میں رائٹرس منچ کے نام سے ایک ادبی تنظیم کی بنیاد ڈالی۔

رائٹرس منچ کی تشکیل میری ادبی زندگی کا سب سے اہم اور خوش گوار موڑ ثابت ہوا۔ ہم نے ہر ماہ پابندی سے شعری نشستوں کا آغاز کیا یہ جلسے میرے گھر پر ہی منعقد ہوتے ان میں ہندی کویوں کے علاوہ بھوپال کے قابلِ ذکر شعراء بھی شرکت کرنے لگے۔ یہ شعراء عام طور سے غزلیں ہی پڑھتے۔ یہ غزلیں مجھے

پسند ہی نہیں راس بھی آنے لگیں اس طرح میں غزل کے قریب آئی اردو زبان و ادب کے قریب آئی اردو سیکھنے کا جذبہ بیدار ہوا۔ اردو کے بہت سے خوبصورت نرم و نازک لفظ اٹھاتی اور اپنے دامن میں رکھ لیتی بس غزل سوچتی اور غزل لکھتی بہت کم عرصے میں میرے پاس غزلوں کا مناسب ذخیرہ ہوگیا۔ ایک طرف غزلیں دوسری طرف رباعیات، رباعی بھی میری پسندیدہ صنف ہے رباعیات بھی میرے پاس اتنی ہیں کہ ان کی بھی ایک کتاب ترتیب دی جاسکتی ہے۔ اس کے باوجود ہندی گیتوں سے بھی جڑی رہی۔ ان کی بھی ایک ترتیب شدہ کتاب میرے پاس موجود ہے ۱۹۹۰ء میں میری غزلوں کا مجموعہ "گیلی دھوپ" کے نام سے دیوناگری لپی میں چھپ چکا ہے۔

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں ایک بات ضرور عرض کرنا چاہتی ہوں جب سے ملک میں اردو لپی کا چلن کم ہوا ہے اردو کے بیشتر شاعر اپنی کتابیں دیوناگری میں چھپوانے لگے ہیں اس میں تاجرانہ ذہنیت تو کام کرتی ہی ہے زیادہ سے زیادہ شہرت پانے کی حسرت بھی شامل ہوتی ہے اس سلسلے میں کسی گوشے سے یہ سوال نہیں اٹھا کہ اردو کے یہ شعراء کیا اس اقدام سے اردو کے ساتھ انصاف برت رہے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ جو شعراء ہندی لپی میں اپنی کتابیں چھپوا رہے ہیں وہ سب اردو کے مستقبل سے شاید مایوس ہو چکے ہیں۔ اس رویے سے اردو کو کتنا نقصان ہو رہا ہے وہ الگ بحث کا موضوع ہے۔ میں تو بس اتنا جانتی ہوں کہ ایسی کتابیں دیوناگری میں خوب چھپ رہی ہیں میں ایسے کئی شعراء کو بھی جانتی ہوں جو مشاعروں میں اردو شاعر کی حیثیت سے شامل ہوتے ہیں لیکن ان کی ڈائریاں دیوناگری سے لکھی ہوتی ہیں وہ اردو رسم الخط سے ناآشنا ہوتے ہوئے اردو والے کہلاتے ہیں اردو کے نام پر شہرت عزت اور دولت کما رہے ہیں اس روایت کے برخلاف میں ہندی والی ہوتے ہوئے (حالانکہ اردو سے بھی تھوڑی بہت آشنا ہوں اور سیکھنے کا سلسلہ جاری ہے) اردو رسم الخط میں یہ کتاب چھپوا رہی ہوں۔ ممکن ہے بعض تنگ نظر حلقے میری اس جرأت پر اعتراض بھی کریں لیکن میرا ماننا ہے کہ یہ غزلیں اپنے رنگ، آہنگ، اپنے روپ اور اپنے مزاج کے اعتبار سے اردو کے قریب ہیں اور یہ جب ہی مزہ دیں گی جب یہ اردو رسم الخط میں پڑھی اور لکھی جائیں گی۔

غزل کے سلسلے میں کیا عرض کروں۔ غزل پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے غزل اس دور کی پسندیدہ صنف سخن ہے اردو اور ہندی کے علاوہ ملک کی دیگر علاقائی زبانوں میں بھی غزل لکھی جا رہی ہے اور مقبول ہو رہی ہے۔ مشاعروں میں شعراء عام طور پر غزل ہی پیش کرتے ہیں ہر نیا شاعر اپنے سفر کی ابتداء غزل سے ہی کرتا ہے۔ بظاہر غزل لکھنا آسان بھی لگتا ہے۔ کسی رواں دواں بحر کا انتخاب، نرم و نازک لفظوں تک رسائی آسان ردیف و قافیوں کا تعین۔ قافیے کے تعلق سے کسی خیال کو لفظوں کا لباس پہنانے کا فن ذہن

موزوں ہوتو شعر کا پیکر تراشنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ اسی لئے غزل مقبولِ عوام رہی۔ ایسے ہزاروں نام ہیں جنھوں نے اپنی فکر اپنے فن اور اپنی نکتہ رسی سے غزل کو لافانی مقام عطا کیا لیکن یہ آسان لگنے والی صنف اتنی آسان بھی نہیں۔ ہمارے اساتذہ نے زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا اور ہر خیال کو دو مصرعوں میں ڈھال کر دامن ادب کو لالہ زار کیا اب کوئی اچھوتا خیال کوئی نئی فکر مشکل سے ہی ہاتھ لگتی ہے تجربات اور مشاہدات کی ڈگر بھی آسان نہیں۔ آج بھی ہم ان بزرگوں کی خوشہ چینی کرتے ہیں جنھوں نے غزل کے لئے اپنی زندگیاں لگا دیں۔ زبان و بیان کی صحت وسند کیلئے بھی ہمیں ان کی طرف دیکھنا پڑتا ہے اپنی انفرادیت اپنا لہجہ اپنا اسلوب اپنی پہنچان قائم کرنا آسان نہیں گنے چنے چند نام ہی ہیں جو زندہ رہ گئے ورنہ ہزاروں نام اس بھیڑ میں ایسے گم ہوئے کہ ان کے وجود کا ہی پتہ نہیں رہا۔

ان حقائق کی روشنی میں، میں کیا اور میری غزلوں کی بساط کیا مجھے اپنے بارے میں بہت زیادہ خوش فہمی بھی نہیں نہ اپنی غزلوں کے تعلق سے کوئی دعویٰ۔ کہیں کوئی روشنی کی لکیر سی بن گئی ہے کہیں فضا دھواں دھواں سی رہ گئی دراصل غور وفکر کی سطح ہمیشہ یکساں نہیں رہتی زندگی کے راستے میں اتار چڑھاؤ آتے ہی رہتے ہیں میری زندگی اس سے اچھوتی نہیں رہی۔ یہ سارے عکس میری فکر پر بھی لہراتے رہے میری غزلیں میری سوچ کی آئینہ دار ہیں سیدھی سادی خاموش سی شاید یہی میری پہچان بھی ہے۔

میں ایک ذاتی بات بتاؤں آپ کو، میرے شریکِ حیات شری ہری کشن جی پاراشر خود تو شاعر نہیں ہیں لیکن شاعری پسند کرتے ہیں میرے ساتھ مشاعروں میں جاتے ہیں ان کی رفاقت نے مجھے کہیں بھی تنہائی کا احساس نہیں ہونے دیا آج بھی ان کی موجودگی میرا حوصلہ بڑھاتی ہے۔ میں انتہائی ادب واحترام کے ساتھ جناب نصیر پرواز صاحب کے تئیں ممنویت کا اظہار ضروری سمجھتی ہوں جن کی مدد اور مشوروں کے بغیر اس کتاب کا تصوّر ممکن ہی نہیں تھا۔ میں فخر الدین علی احمد میموریم کمیٹی لکھنؤ کے تمام اراکین اور ذمہ داران کی بھی شکر گذار ہوں جن کی حقیقت شناس نگاہوں نے اس کتاب کو اشاعت کے قابل سمجھا اور مالی تعاون سے نوازا۔

اب سب کچھ اردو دنیا کے دانشوروں، دیدہ وروں اہل رائے اور صاحبان نقد ونظر کے ہاتھوں میں ہے یہ کتاب بھی کتاب میں شامل غزلیں بھی، غزلوں میں شامل میری دھڑکنیں اور خواب بھی اور ان دھڑکنوں اور خوابوں کی آبرو بھی، دیکھنا یہ ہے کہ آپ کا ذوقِ نظر اسے کس طرح قبول کرتا ہے۔

کسم پاراشر
۷/ جولائی ۲۰۰۵ء

۵۲/ پرانا اشوکا گارڈن، بھوپال 462023
فون: 2581704 (0755)

ترى نگاہ جہاں وجہِ اضطراب ہوئی
قدم قدم پہ مری عاقبت خراب ہوئی

پڑی رہی میرے پیروں میں خوف کی زنجیر
کسی کی مجھ پہ عنایت تو بے حساب ہوئی

گری ہے جب بھی کوئی رات میرے سائے پر
مری زمیں کی ہر اک سانس آفتاب ہوئی

میں لمحہ لمحہ ہوا میں بکھرتی جاتی ہوں
پڑھوں کسے کہ صداقت پھٹی کتاب ہوئی

سمجھ سکو تو سمجھ لو لبوں کی خاموشی
یہی تو سارے سوالات کا جواب ہوئی

جو رکھ گئی ہے کسی سطحِ آب پر مجھ کو
مری نظر میں وہی آنکھ کامیاب ہوئی

یہ اور بات مرے زخم مسکرا نہ سکے
تری وفا کی نوازش تو بے حساب ہوئی

مری وفا نے تو صحرا کی دھوپ ہی مانگی
وہ میری پیاس نہیں تھی جو زیرِ آب ہوئی

سجا سکا نہ کوئی مجھ کو اپنے دل میں کُسم
یہ آرزو بھی کہاں شاخ پر گلاب ہوئی

●

آدمی اب آدمی سے دور ہے
کتنا دولت کے نشے میں چور ہے
دیکھئے مجھ پر بھروسہ کیجئے
پیاس کی سوکھی ندی میں پور ہے
کیوں نظر جاتی نہیں انجام تک
پھول کھِل کر کس قدر مغرور ہے
جس نے بس خوابوں سے سمجھوتہ کیا
وہ محبّت کس قدر مجبور ہے
شام سے پہلے ہی سورج بجھ گیا
زخم احساسات کا ناسور ہے
رات سڑکوں پر اکیلی رہ گئی
یہ اداسی بھی مجھے منظور ہے
چند سانسیں وہ بھی مرجھائی ہوئیں
تیری دنیا کا عجب دستور ہے
ڈھونڈتی ہوں اس کو اپنے آپ میں
جو بہت نزدیک رہ کر دور ہے
اس قدر ہی اس کو دیکھا ہے کُسم
جس قدر چشمِ طلب میں نور ہے

○

چند سایوں کو اگر جسم بنایا جائے

مجھ کو میرے ہی اجالوں سے سجایا جائے

روشنی دل کی ضرورت ہے مگر اس کے لئے

کسی بستی میں کوئی گھر نہ جلایا جائے

جس کی بنیادوں میں نفرت کا لہو بہتا ہو

کہیں دھرتی پہ وہ مندر نہ بنایا جائے

پیار اک کھیل نہیں ہے کسی کٹھ پتلی کا

جس کو انگلی کے اشارے پہ نچایا جائے

تو محبّت بھی، صداقت بھی، وفا بھی، دل بھی

کون سے نام سے اب تجھ کو بلایا جائے

یہ زمانہ تو محبّت کا چلن بھول گیا

یہی بہتر ہے کہیں سر نہ جھکایا جائے

آنکھ بھیگے نہ لبوں پر کوئی فریاد آئے

چند یادوں کو اگر پاس بلایا جائے

میں تجھے بھول بھی سکتی ہوں مگر سانسوں سے

خشک اشکوں کا لکھا کیسے مٹایا جائے

کرو نیکی تو اسے ڈال دو دریا میں کسمؔ

کیا ضروری ہے کہ احسان جتایا جائے

●

○

دل میں جب جذبات کی بنیاد ڈالی جائے گی
آپ سے ملنے کی صورت بھی نکالی جائے گی
سانس لے گا کون ان تنہائیوں کے درمیاں
کس کی خاطر روشنی آنکھوں میں پالی جائے گی
باندھ کر رکھ لی اگر تو نے رفاقت کی کرن
گھر کی چھت پر کوئی تاریکی بسا لی جائے گی
سانس مت روکو سلامت ہو یہ ثابت بھی کرو
روشنی ورنہ ہر اک گھر سے اٹھا لی جائے گی
نرم شاخوں پر کھلے ہیں ہم اگر آندھی چلی
سر جھکا کر آپ کی عزّت بچا لی جائیگی
جب بڑھیں گے اس جہاں میں دل سے دل کے فاصلے
اک نہ اک دیوار آنگن میں بنا لی جائے گی
اس نے چلنے کی قسم کھالی اسے مت روکنا
کچھ نہ ہوگا صرف اپنی بات خالی جائے گی
جتنے رشتے پاس کے ہیں اجنبی بن جائیں گے
زندگی جس دن کہیں بن کر سوالی جائے گی
گھر جلائیں اور راتوں کو کریں روشن کسمؔ
قرض کا تحفہ ہی دیکر اب دوا لی جائے گی

●

آگ دہکے تو نہیں کوئی بجھانے والا
ایک آنسو مرے دامن پہ گرانے والا
اپنی پہچان ہے کیا، نام ہمارا کیا ہے
ساری بستی میں نہیں کوئی بتانے والا
جس کو پوجا تھا مری ڈوبتی امّیدوں نے
تھا وہی مجھ کو نگاہوں سے گرانے والا
ایسا لگتا ہے کہ پتّھر ہے نگاہوں کا لباس
کوئی آئینہ نہیں عکس دکھانے والا
خواب بنکر مری آنکھوں میں اترتا کیوں ہے
اپنے حالات کی سچّائی چھپانے والا
میں نے سیتا کی طرح توڑی ہے لکشمن ریکھا
کون ہے مجھ کو اندھیروں سے بچانے والا
گُم ہیں سنّاٹوں میں اس شہر کی ساری گلیاں
اب یہاں کوئی نہیں ساتھ نبھانے والا
ہوگئے قید سبھی جسم کے زندانوں میں
کون ہے مجھ کو مرا نام بتانے والا
اس سے پہلے کہ کسم گھر میں جلاؤں دیپک
آ نہ جائے کوئی سورج کو بجھانے والا

کچھ غموں کے لئے، کچھ خوشی کے لئے
زندگی چاہیئے زندگی کے لئے
سانس آتی رہی سانس جاتی رہی
کون زندہ رہا ہے کسی کے لئے
کوئی سایہ بھی آنکھوں میں اُترا نہیں
چاند روتا رہا چاندنی کے لئے
شہر کا شور بھی فاصلے پر ملا
میں ترستی رہی روشنی کے لئے
تم مرے پاس آکر بتاؤ کبھی
پھول روتے ہیں کیوں تازگی کے لئے
آپ بھی میں بھی افلاک بھی خاک بھی
ہیں فقط پیار کی روشنی کے لئے
یہ اجالا، یہ رنگت، یہ بوئے وفا
آپ کے واسطے آپ ہی کے لئے
چند محرومیاں، چند مایوسیاں
اور کیا رہ گیا آدمی کے لئے
خواب صدیوں کے بننے لگے سب کسم
صرف دو روز کی زندگی کے لئے

○

غم بھلا دیجئے مسکرا لیجئے
آیئے مجھ سے عہدِ وفا لیجئے
فاصلے قربتوں سے سجا لیجئے
دھڑکنیں دھڑکنوں سے ملا لیجئے
کیا خبر دور سے ریت دریا لگے
پاس آکر مجھے آزما لیجئے
آدمی تو فرشتہ بھی، شیطان بھی
آدمی سے خدا کا پتا لیجئے
میں ابھی آئینے سی چمک جاؤں گی
آپ مجھ سے نگاہیں ملا لیجئے
پہلے اپنے اجالوں سے کچھ پوچھیئے
ہاتھ میں پھر کوئی آئینہ لیجئے
دیکھیئے پھر اجالوں کو نزدیک سے
پہلے پابندیاں تو ہٹا لیجئے
اونچے اونچے مکاں اپنی قسمت نہیں
ریت کا اک گھروندا بنا لیجئے
جو کسم روٹھا روٹھا سا آئے نظر
مسکرا کر اسے بھی منا لیجئے

●

سرد راتیں اجالتے رہیئے
خواب آنکھوں میں پالتے رہیئے
دیکھیئے آسمان کی جانب
اپنی ٹوپی سنبھالتے رہیئے
موتیوں کی اگر تمنّا ہے
ہر سمندر کھنگالتے رہیئے
زندگی کی پرانی رسموں کو
نئے سانچوں میں ڈھالتے رہیئے
لاکھ مجبوریاں سہی لیکن
دل کی حسرت نکالتے رہیئے
روشنی جسم نہ بنے جب تک
ان اندھیروں کو ٹالتے رہیئے
لوگ قدموں پہ سر جھکائیں گے
سب کی پگڑی اچھالتے رہیئے
مچھلیوں کا غرور ٹوٹے گا
جال پانی میں ڈالتے رہیئے
آئینہ مانگتا ہے عکس کسم
چند چہرے بھی پالتے رہیئے

لیکر وفا کا نام بکھر جائیں ہم تو کیا
سنسان راستوں سے گذر جائیں ہم تو کیا
آنسو بنا کے آنکھ میں رکھتا نہیں کوئی
لیکر کہیں کسی کی خبر جائیں ہم تو کیا
ابتک تو اپنے حق میں کوئی فیصلہ نہیں
اس زندگی کے نام پہ مر جائیں ہم تو کیا
دل کا ملال ساتھ رہے گا تمام عمر
گہرائیوں کے بیچ اتر جائیں ہم تو کیا
اب زندگی سے کوئی تعلّق نہیں رہا
ہر سانس اس کے نام پہ کر جائیں ہم تو کیا
پہچان اپنے چہرے کی ہاتھوں میں اب کہاں
چھو کر تری نگاہ نکھر جائیں ہم تو کیا
پلکوں پہ اپنی ایک بھی آنسو نہیں رہا
ان کے قریب پھر بھی اگر جائیں ہم تو کیا
حالات کی خراشیں ابھی تک بدن پہ ہیں
آئینہ رکھ کے آج سنور جائیں ہم تو کیا
ہم کو کسی سے کوئی شکایت نہیں کسمؔ
نظروں سے اب کسی کی اتر جائیں ہم تو کیا

جو مقدر میں نہیں اس کو بھی پانا چاہوں
شب کی پلکوں پہ کوئی خواب سجانا چاہوں
چند لفظوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہاتھوں میں
قرض دنیا کا مگر پھر بھی چکانا چاہوں
راستے میں کوئی تقدیر بچھاتا کیوں ہے
تیرے نزدیک کسی روز جو آنا چاہوں
کیا خبر کون سے رشتے نے تجھے مانگا ہے
کس لئے تجھ کو زمانے سے چھپانا چاہوں
جو سلگتے ہوئے موسم نے لکھی ہے دل پر
بارہا تجھ کو وہ تحریر دکھانا چاہوں
اس زمانے سے مرا کوئی تعلّق بھی نہیں
کس لئے پھر اسے بارش سے بچانا چاہوں
چند لمحوں کی رفاقت تجھے سوغات میں دوں
اس کے بدلے میں مگر سارا زمانہ چاہوں
وہ مجھے چھوتے ہی کچھ اور بکھر جاتا ہے
جس کو پھیلی ہوئی بانہوں میں سلانا چاہوں
اور بھی پاس ذرا اور بھی نزدیک ذرا
کوئی احساس کسمؔ دل میں کھلانا چاہوں

○

جسے سوچا اُسے سمجھا نہیں ہے
مرے سر پر مرا سایہ نہیں ہے
چلی آندھی گرے سب زرد پتّے
شجر لیکن ابھی ٹوٹا نہیں ہے
اجالے رکھ لئے ہاتھوں پہ سب نے
کسی سے اب کوئی ڈرتا نہیں ہے
اندھیرے، درد، آنسو، بے قراری
محبّت میں کوئی گھاٹا نہیں ہے
زمیں سے اس طرح ناطہ نہ توڑو
ہواؤں پر کوئی اگتا نہیں ہے
نہ جانے کتنے سائے جی رہی ہوں
مرا چہرہ بھی اب میرا نہیں ہے
اداسی کا سبب تم جانتے ہو
کہ تم سے تو کوئی پردا نہیں ہے
اُسی کو اپنا سب کچھ مانتی ہوں
نظر بھر کر جسے دیکھا نہیں ہے
کسم گونگی ہوئی پہچان سب کی
کسی کے گھر میں آئینہ نہیں ہے

●

مری حیات مرے غم سے آشنا تو ہے
جسے اجال رہی ہوں وہ آئینہ تو ہے
تو ایک لمحہ تھا پھیلایا تجھ کو صدیوں تک
دل و نگاہ کا چھوٹا سا تجربہ تو ہے
وہ جس کے بعد اندھیرے رکھوں ہتھیلی پر
مری نگاہ کا اک ایسا جائزہ تو ہے
ہے کونا کونا مرے گھر کا درد سے روشن
میں بے سہارا کہاں میرا آسرا تو ہے
تجھے لکھوں، تجھے سوچوں، تجھے لبوں پہ رکھوں
مرا خیال، مرا حرفِ مدّعا تو ہے
کہاں کہاں نہ تجھے پیاس نے دعائیں دیں
برس نہ پائی جو آنگن میں وہ گھٹا تو ہے
میں خود کو ڈھونڈنے نکلوں مگر تجھے پاؤں
کہیں بھی جا کے رہوں میں، مرا پتا تو ہے
قلم اٹھاؤں تو الفاظ جاگ پڑتے ہیں
خبر ہے سب کو مری روح کی صدا تو ہے
برس بھی جا مری آنکھوں میں روشنی بن کر
کسمؔ یقین تو آئے مرا خدا تو ہے

○

میں زمیں ہوں نہ آسماں توٗ ہے
چند لمحوں کی داستاں توٗ ہے
ہے یہی فیصلہ مرے دل کا
سانس لونگی وہاں جہاں توٗ ہے
روح میں، جسم میں، اجالوں میں
کیا بتاؤں کہاں کہاں توٗ ہے
فاصلے کیوں رکھے ہیں راہوں میں
اس حقیقت کا رازداں توٗ ہے
جس کے سائے میں عمر بیت گئی
میرے گھر کا وہ سائباں توٗ ہے
لاکھ ویرانیاں نصیب میں ہوں
میرے خوں میں رواں دواں توٗ ہے
ایک پل میں ہے زندگی تجھ سے
ایک لمحے میں بے نشاں توٗ ہے
میری خوشبو جگہ جگہ پھیلی
میرے خوابوں کا گلستاں توٗ ہے
کوئی سمجھا نہیں کسمؔ تجھ کو
اپنے اندر بھی اک جہاں توٗ ہے

●

روشنی بن کے مرے دل میں اترنے والو
کچھ تو دو مجھ کو مرے نام پہ مرنے والو

کس طرح تیز ہواؤں کو رکھوگے سر پر
زرد پتّوں کی طرح دل میں بکھرنے والو

راستہ کوئی تو دو، کھول سکوں لب اپنے
اشک بنکر مری پلکوں پہ ٹھہرنے والو

ہو اندھیرا تو مرا ہاتھ پکڑ کر چلنا
شبِ اُمید کی راہوں سے گذرنے والو

روح کی پیاس کا اندازہ نہیں ہے تم کو
ڈوب نہ جاؤ کہیں پار اترنے والو

دھوپ بھی اب تو ہواؤں پہ رکھی ملتی ہے
سوچنا خود کو کبھی تہہ سے ابھرنے والو

آئینہ بات بھی کرتا ہے سوالوں کی طرح
میری آنکھوں کو مرے عکس سے بھرنے والو

اتنا آساں بھی نہیں درد سے رشتہ رکھنا
کیا سنواروگے مجھے خود ہی بکھرنے والو

میرے اندر جو کُسم ہے کبھی اسکو سوچو
میرے غم سے مرے اشکوں سے مکرنے والو

○

نیند بیدار ہے فکر خوابوں کی ہے
آج کی رات دشمن کے حملوں کی ہے
پاس کی روشنی بھی نظر میں نہیں
دھوم بستی میں بے نور سایوں کی ہے
لوگ تو موسمِ گل سے رشتہ رکھیں
دھوپ پھولوں پہ تپتے بگولوں کی ہے
چل سنبھل کر خیالات کی راہ میں
روشنی ہاتھ میں کچھ اصولوں کی ہے
لوگ پتّھر کو پتّھر نہیں مانتے
آبرو آج خطرے میں لفظوں کی ہے
زندگی ہاتھ میرا پکڑتی نہیں
کیسی تنہائی میرے خیالوں کی ہے
میں کہ مجبور، بھی پاس بھی، دور بھی
بھیڑ آنگن میں کتنے سوالوں کی ہے
آپ کو سوچنے کی ضرورت نہیں
یہ جو بستی ہے اجلے لباسوں کی ہے
آپ جو بھی کہیں مان لوں گی کسمؔ
دوڑ بس دو قدم ہی ارادوں کی ہے

●

کچھ نہ مجھ سے بات کیجے کچھ نہ اب فرمایئے
جب محبت پر یقیں آجائے دل بن جایئے
اِن اندھیروں، ان بھٹکتی ساعتوں کے درمیاں
چاہتی ہوں کچھ اجالے بھی مجھے پہنایئے
اس قدر گہرائی دل کی مجھ کو راس آتی نہیں
اپنی دنیا سے الگ اب تیری دنیا چاہیئے
زندگی جتنی بھی ہے سب کچھ یقیں کے ساتھ ہے
آپ کو محسوس کرلوں پاس اتنے آیئے
لمحہ لمحہ کون رکھتا ہے زمانے پر نظر
لوگ سب کچھ جانتے ہیں کس کو کیا بتلایئے
سر جھکایا میری چاہت نے وفا کے سامنے
غیر تو سمجھا چکے اب آپ بھی سمجھایئے
وہ جو اچھے دن تھے ہاتھوں سے ہمارے گر گئے
یہ بُرے دن بھی گذر جائیں گے مت گھبرایئے
زندگی ظالم ہے دل کے کام آتی ہی نہیں
یہ مگر کس نے کہا اس بات پر پچھتایئے
راستہ بدلا تو منزل بھی بدل ڈالی کسم
اب تو یادوں کے جزیرے روح میں مہکایئے

○

مندر میں ہم گئے بھی تو مورت نہیں ملی
اس روشنی کو کوئی شباہت نہیں ملی

موسم بھی نامراد ملا دن بھی ڈھل گیا
لمحوں کو میرے آپ کی قربت نہیں ملی

تو کیا جہانِ غم میں اجالا کہیں نہیں
ہر شخص کہہ رہا ہے محبت نہیں ملی

اپنا بھی آفتاب سے رشتہ ضرور تھا
پر کیا کریں زمانے سے فرصت نہیں ملی

اپنے ہی چند خوابوں سے ٹکرا رہے ہیں سر
حالات سے نبھانے کی صورت نہیں ملی

لکھنا تو چاہتے تھے تجھے ہم ورق ورق
خود کو مگر سمجھنے کی مہلت نہیں ملی

مٹی کے مول روح کو نیلام کر دیا
بازار میں خلوص کی قیمت نہیں ملی

سمجھوتہ کر لیا ہے دھندلکوں سے آج کل
آنکھوں کو روشنی کی صداقت نہیں ملی

مہکا سکیں بدن پہ کسمؔ آرزو کے پھول
بیتابیوں کو ایسی تو قسمت نہیں ملی

●

اشک، سائے، خواب، غم خانے گئے
تم گئے تو سارے افسانے گئے

اجنبی سے آئے انجانے گئے
جب تری بستی سے دیوانے گئے

روشنی آنکھوں سے بدظن ہو گئی
اپنے چہرے کس سے پہچانے گئے

ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے رہے
اور زمانے بھر کو سمجھانے گئے

سر پہ برسیں پتّھروں کی بارشیں
ہم جو اپنی پیاس چھلکانے گئے

ہر قدم دنیا کے سائے ساتھ تھے
فیصلے دل کے جہاں مانے گئے

ساتھ تھیں سہمی ہوئی محرومیاں
زندگی کو جب بھی مہکانے گئے

اور تو سب کچھ تھا بس اک تُو نہ تھا
ہم جہاں بھی دل کو بہلانے گئے

زندگی کو پیاس کہہ کر ہم کسُم
اشک انگاروں پر برسانے گئے

ہمراز کہیں تجھ کو اے دیدۂ تر کیسے
بے نور اجالوں سے چھلکائیں گہر کیسے

تو میرا مقدّر ہے تو میری تمنّا ہے
نزدیک ترے آئیں، آئیں بھی مگر کیسے

موسم کا تقاضہ تو موسم کا تقاضہ ہے
مرجھائے بہاروں میں کوئی گلِ تر کیسے

تُو اپنی نگاہوں سے، تُو اپنے خیالوں سے
ہوگا میرے اشکوں کا اب تجھ پہ اثر کیسے

کب چھوٹی سی چنگاری شعلے میں بدلتی ہے
نفرت کے اندھیروں میں جل جاتے ہیں گھر کیسے

قربت پہ رکھی دوری، احساس کی مجبوری
آئے مِری دنیا میں یہ شام و سحر کیسے

پھولوں کی تمنّا کی، کانٹوں سے بھرا دامن
کیا جانیئے طے ہوگا سانسوں کا سفر کیسے

جو دن کے اجالوں میں پہچانا نہیں خود کو
گھر لوٹ کے آئے گا وہ پچھلے پہر کیسے

میں نے تو کسم اپنی مٹّھی ہی نہیں کھولی
دنیا کو ملی میرے اشکوں کی خبر کیسے

صبحِ بہار جب ہنسی دل کی کلی چٹک گئی
تیری نظر نے جب چھوا، روح مری مہک گئی

آنسو کی ایک بوند نے کتنے ہی نام لکھ دیئے
پی کر سلگتی چاندنی پیاسی ندی دہک گئی

آج بھی جلتی ریت ہوں ساحلِ نامراد پر
تہہ سے اٹھا کے موجِ غم مجھ کو کہاں پٹک گئی

اپنے لبوں پہ رکھ لیا آپ نے نام جب مرا
خوشبو کی شبنمی کرن آنچل مرا جھٹک گئی

ہمدرد و غم گسار بھی شاید تمھارا نام ہے
آئے مرے قریب تم راہ میں جب بھی تھک گئی

بن پیئے دودھ سو گیا بچّہ بھی ماں کی گود میں
بستی کی چیختی ہوا شاید اسے تھپک گئی

دل کے تعلّقات بھی کیسے تعلّقات ہیں
پھول کہیں بکھر گیا شاخ کہیں لچک گئی

پربت سے اک ندی چلی ساگر کی گود میں گری
راہ میں کچھ مچل گئی بیچ میں کچھ بہک گئی

دور ہی رہتے وہ کُسم لیکن یہ راز کھولتے
کس کی نگاہِ شوق تھی لیکر جو ہر جھلک گئی

نگاہِ غم نے خوشی کی طرف نہیں دیکھا
کبھی کسی نے کسی کی طرف نہیں دیکھا

بس ایک لمحے میں ویران ہوگئی دنیا
کسی نے جب بھی کسی کی طرف نہیں دیکھا

وفا کی بات سمجھتی نہیں ہوں میں لیکن
تمھارے بعد کسی کی طرف نہیں دیکھا

وہ جس کے نام سے سانسوں کی ابتداء کی تھی
نگاہ بھر کے اسی کی طرف نہیں دیکھا

سبھی نے میرے اجالوں کو بانٹنا چاہا
کسی نے تیرہ شبی کی طرف نہیں دیکھا

یقین کون کرے اس نے مجھ کو دیکھا ہے
وہ جس نے میری کمی کی طرف نہیں دیکھا

تمھارے ساتھ کسی روز مسکرائی تھی
پھر اس کے بعد ہنسی کی طرف نہیں دیکھا

جہاں سے گذری نگاہیں جھکا کے گذری ہوں
کسی مہکتی کلی کی طرف نہیں دیکھا

کسم وہ میرا پتہ بھی بتا نہیں سکتا
وہ جس نے تیری گلی کی طرف نہیں دیکھا

○

ایک معصوم عقیدت کے سوا کچھ بھی نہیں
زندگی نورِ محبّت کے سوا کچھ بھی نہیں

سوچتی ہوں کہ تری پیاس بجھاؤں کیسے
آنکھ میں اشکِ ندامت کے سوا کچھ بھی نہیں

یہ بھی سچ ہے کہ اجالوں کی پرستار ہوں میں
یہ حقیقت بھی حقیقت کے سوا کچھ بھی نہیں

تجھ سے ہٹ کر کبھی خود کو نہیں سوچا میں نے
میرا چہرہ تری صورت کے سوا کچھ بھی نہیں

لاکھ روکوں اسے چپ چاپ گذر جاتا ہے
وقت بھی تیری عنایت کے سوا کچھ بھی نہیں

زندگی جو بھی کہے روح پہ لکھتے رہیئے
شاعری حرفِ صداقت کے سوا کچھ بھی نہیں

میرے سائے سے بدن اپنا چراتا کیوں ہے
میں اگر تیری ضرورت کے سوا کچھ بھی نہیں

تیرے دامن میں کھلیں کیسے محبّت کے گلاب
تیری آنکھوں میں تو نفرت کے سوا کچھ بھی نہیں

تو کسمؔ مجھ سے زمانے کے اجالے مت مانگ
میرے دل میں تری چاہت کے سوا کچھ بھی نہیں

●

جو نہ اپنے ہو سکے وہ میرے کہلائیں گے کیا
قرض کچھ معصوم لمحوں کا چکا پائیں گے کیا

جس نے ہم سے آج تک مانگا نہیں عکسِ وفا
اس نے کچھ چاہا اگر انکار کر پائیں گے کیا

جس کے قدموں پر جھکی ہے کائناتِ آرزو
لوگ اس سچّائی کا احساس جھٹلائیں گے کیا

آپ نے مجھ کو کتابوں میں لکھا ہے بارہا
آپ اُن الفاظ کا مفہوم سمجھائیں گے کیا

ہے یہی بہتر کہ ہم دل کی خدائی مان لیں
کھو چکے جو راہ میں وہ راہ دکھلائیں گے کیا

رات ہے سہمی ہوئی ساری فضا چُپ چاپ ہے
کچھ ادھورے درد میرے دل کو بہلائیں گے کیا

چھوڑیئے بھی آپ دیوانوں کو مت سمجھایئے
ہوش کھو کر اب بھلا یہ ہوش میں آئیں گے کیا

اٹھ چکا سب آتے جاتے قافلوں سے اعتبار
ہم جو ٹھوکر میں پڑے ہیں ٹھوکریں کھائیں گے کیا

ہم نے آنکھوں میں سجائے ہیں کسم خوابِ حسیں
وقت کی دہلیز پر سر رکھ کے سو جائیں گے کیا

●

سیاہ رات بھلا روشنی سے کیا کہتی
جو مجھ پہ بیت رہی تھی کسی سے کیا کہتی

مجھے تو شہر میں کوئی بھی آشنا نہ ملا
میں اپنا حال کسی اجنبی سے کیا کہتی

لکھی تھی پیاس مرے آنسوؤں کے دامن پر
یہ ایک بات ہوا کی نمی سے کیا کہتی

جہاں جہاں بھی گئی دل خراش لمحے تھے
جو لب پہ آیا بھلا خامشی سے کیا کہتی

یہاں کسی کو وفا کا صلہ نہیں ملتا
بہت تھا کہنے کو لیکن کسی سے کیا کہتی

جہاں پہ شور بھی تہذیب کا تقاضہ تھا
میں کوئی بات وہاں سادگی سے کیا کہتی

میں جس جگہ ہوں وہاں چند ٹوٹی یادیں ہیں
تمھاری بخشی ہوئی زندگی سے کیا کہتی

سبھی کو اپنے اصولوں کی لاج رکھنا تھی
میں اپنے دل کی صداقت سبھی سے کیا کہتی

تمام عمر کسمؔ دل نے جس کو جھٹلایا
وہ زندگی کی حقیقت کسی سے کیا کہتی

●

یہی غم، یہی رہ گذر چاہیئے
مجھے آپ سا ہم سفر چاہیئے
تجھے انگلیوں پر ہمیشہ گنیں
کہیں کچھ تو شام و سحر چاہیئے
کوئی ہم زباں ہو، کوئی مہرباں
محبّت کو اک چارہ گر چاہیئے
کہیں نہ کہیں تجھ سے مل تو سکیں
مجھے تیری بستی میں گھر چاہیئے
کبھی تُو نگاہوں سے اوجھل نہ ہو
ترا عکس بھی دھوپ پر چاہیئے
خدا کی خدائی بڑے کام کی
دعاؤں میں لیکن اثر چاہیئے
رہیں فاصلے یا کھِلیں قربتیں
ترا ساتھ تو عمر بھر چاہیئے
قدم سے قدم بھی ملاتے رہو
تمھیں کوئی منزل اگر چاہیئے
مہکتی ہوں میں جس کے قدموں تلے
کسم وہ مجھے روح پر چاہیئے

زندگی نے خواب دکھلائے بہت
ہم مگر پھولوں سے مرجھائے بہت
اور گہری ہوگئی بیچارگی
وہ مرے نزدیک جب آئے بہت
ایک سورج جسم سے ٹکرا گیا
رات نے جب ہاتھ پھیلائے بہت
زندگی خوشبو سے جب زخمی ہوئی
بڑھ گئے احساس کے سائے بہت
جن میں تھیں بس آپ کی پرچھائیاں
ایسے کچھ منظر بھی دھندلائے بہت
ایک غم دل کا مقدّر بن گیا
دور جب تجھ سے چلے آئے بہت
کب اسے کوئی اجالا مل سکا
جس نے اپنے لفظ دہرائے بہت
آپ کے قابل مگر کوئی نہ تھا
پھول تو موسم نے مہکائے بہت
ہم کسمؔ لیکن سلامت ہی رہے
زندگی نے ظلم تو ڈھائے بہت

○

دل کا نغمہ ایک ٹوٹا ساز بن کر رہ گیا
تو بھی کوئی دور کی آواز بن کر رہ گیا

تہہ بہ تہہ گہرائیوں میں کھو گئیں سچائیاں
جو حقیقت آشنا تھا راز بن کر رہ گیا

بن ترے کچھ سوچ پانا بھی مقدّر میں نہیں
تو مرے انجام کا آغاز بن کر رہ گیا

جس نے میرے ڈوبتے دن سے بچائی تھی نظر
بس وہی لمحہ مرا ہم راز بن کر رہ گیا

حال ہی پوچھا نہ اس نے مجھ کو کاغذ پر لکھا
وہ بھی میرا کوئی چارہ ساز بن کر رہ گیا

اپنی مٹھی میں چھپا لی میں نے اپنی بے بسی
میرے جینے کا یہی انداز بن کر رہ گیا

جس کو چھونا تھی سنہرے آسماں کی وسعتیں
وہ مرے احساس کی پرواز بن کر رہ گیا

جب بھی میرے نام لکھدی اس نے اپنی زندگی
وہ مرا ہمدم مرا ہمراز بن کر رہ گیا

آرزو کی ہر حسیں سوغات اس کے نام پر
جو کسمؔ بیچارگی کا ناز بن کر رہ گیا

●

آئینہ میری وفا کا کتنا دھندلا کردیا
آپ کی یادوں نے مجھ کو اور تنہا کر دیا
ہم تو یہ سمجھے تھے تاریکی میں سایہ بُجھ گیا
جانے کس احساس نے پھولوں کو تازہ کر دیا
مَیں نے اپنی پیاس جب بے نور اشکوں پر رکھی
بے صدا بارش نے دریا اور گہرا کر دیا
پیار سے جب بھی ترے غم نے چھوا میرا بدن
اور بھی شاداب خوابوں کا سراپا کر دیا
خوشبوؤں کا رنگ بھی میرے مقدّر میں کہاں
بے بسی نے تیری مجھ کو بے سہارا کردیا
اب نہ دنیا سے شکایت ہے نہ قسمت سے گلہ
جس سے جتنا ہو سکا مُمکن اجالا کر دیا
کچھ پرانے خواب، کچھ یادیں، کئی بے نور غم
آندھیوں نے گھر میں یہ کیا کیا اکھٹّا کر دیا
اپنی ہی سچّائیاں الزام بن کر رہ گئیں
نامرادی نے جہاں لمحوں پہ سایا کر دیا
آتے جاتے وہ،ہی مجھ سے بات کر لیتے کُسم
کیوں مری مجبوریوں کا بند رستہ کر دیا

○

اپنے خوابوں کو حقیقت بھی کیا کرتے ہیں
لوگ آپس میں محبّت بھی کیا کرتے ہیں
ظلم کے نام سیاست بھی کیا کرتے ہیں
لوگ مُردوں کی تجارت بھی کیا کرتے ہیں
کبھی مندر کبھی مسجد کے اٹھا کر فتنے
دھرم کے نام پہ نفرت بھی کیا کرتے ہیں
صرف بھٹکاتے نہیں درد کے ویرانوں میں
خواب آنکھوں کی حفاظت بھی کیا کرتے ہیں
قتل ہوتی ہے عدالت میں جہاں سچّائی
جھوٹ کی لوگ وکالت بھی کیا کرتے ہیں
ابھی چھوڑا تو نہیں ہم نے بزرگوں کا چلن
ہم تو ماں باپ کی عزّت بھی کیا کرتے ہیں
دائرے کھینچ دیا کرتے ہیں خود ہی اکثر
اور پھر آپ شکایت بھی کیا کرتے ہیں
کوئی جذبہ نہ عقیدت نہ کوئی گہرائی
کچھ دکھاوے کی عبادت بھی کیا کرتے ہیں
سر پہ سائے کی طرح جو نہیں لہراتا کُسم
لوگ اس شہر سے ہجرت بھی کیا کرتے ہیں

●

○

دن جگمگا گیا تو کبھی رات ہوگئی
پھیلے جو ہاتھ ختم مناجات ہوگئی

نظریں اٹھا کے کوئی مجھے دیکھتا نہیں
کہنے کو زندگی سے ملاقات ہوگئی

دیکھے ہیں میں نے پیڑوں کے پتّے دُھلے دُھلے
کل رات میرے شہر میں برسات ہوگئی

آندھی میں آرزو کا سراپا بکھر گیا
یہ بھی تری نگاہ کی سوغات ہوگئی

لب میں نے سی لئے کہ مرے پاس کچھ نہیں
اب تو بس اک سوال مری ذات ہوگئی

اُتری زمیں پہ دھوپ اندھیروں کے ساتھ ساتھ
شاید کہیں پہ کوئی بڑی بات ہوگئی

اُٹھتا نہ میرے دل سے کبھی آنسوؤں کا بوجھ
اچھا ہوا جو پرسشِ حالات ہوگئی

میں ہوں کہ میری جیت مری زندگی سے ہے
دنیا سمجھ رہی ہے مجھے مات ہوگئی

وہ جس نے مجھ کو چھوڑ دیا تھا کہیں کسمؔ
وہ شام آج پھر سے مرے ساتھ ہوگئی

●

○

پیاس بھی روح کا احساس لگے
تو کبھی دور کبھی پاس لگے

تو مری آنکھ کا آنسو بن جا
زندگی جب بھی تجھے پیاس لگے

تو ہی آئے نہ ترا غم جاگے
گھر میں ٹھہرا ہوا افلاس لگے

جس سے ہر سانس نے رشتہ جوڑا
وہ بھی ٹوٹی ہوئی اک آس لگے

چھو گئی کھیت کو پہلی بارش
پاس مٹّی کی مجھے باس لگے

مانگ لوں تم سے اجالے اپنے
زندگی کچھ جو مجھے راس لگے

خود کو سمجھوں تو سمجھ لوں تجھ کو
لمحہ لمحہ مجھے حسّاس لگے

خود کو دہرانا بھی مشکل ٹھہرا
کتنا ٹوٹا ہوا وشواس لگے

جب کسم اپنا اجالا سوچوں
تو مرے دل کے بہت پاس لگے

●

○

حوصلے جب بھی ساتھ چلتے ہیں
آندھیوں میں چراغ جلتے ہیں

دوستی نام ہے اجالوں کا
شام آتے ہی عکس ڈھلتے ہیں

اشک رکھ دو ہماری پلکوں پر
ہم کھلونوں سے کب بہلتے ہیں

جو بدلتے رہے مقام اپنے
آج کل نام بھی بدلتے ہیں

ناز کرتے ہیں راستے کیا کیا
آپ گھر سے جہاں نکلتے ہیں

کسی مرکز پہ آنکھ کیا ٹھہرے
لوگ چہرے بہت بدلتے ہیں

داغ دامن پہ لگ ہی جاتا ہے
چند قطرے اگر اچھلتے ہیں

اس زمانے کو ہم سے کیا لینا
ہم اگر بیکسی میں پلتے ہیں

ایسی کیا بات ہے کُسم ہم میں
ہم سبھی کی نظر میں کھلتے ہیں

●

○

کسی اُمّید کی سوغات تو دے
مرے احساس کو جذبات تو دے
کہیں بنجر نہ ہو جائیں اجالے
زمیں کو پیار کی برسات تو دے
جنھیں تو لے گیا ہے میرے گھر سے
مجھے واپس وہی لمحات تو دے
کبھی خود سے بچھڑنا راس آئے
جنھیں اپناؤں وہ حالات تو دے
بدلنا چاہتی ہوں خود کو میں بھی
مرے دن کو کبھی اک رات تو دے
بہت تنہائیاں پھیلا چکی ہوں
مرے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ تو دے
میں خود کو جیت کر بھی ہار جاؤں
محبّت سے مجھے وہ مات تو دے
سبھی کچھ چھین لے تو مجھ سے میرا
مگر راہِ گذر اوقات تو دے
کسمؔ اک نام پھر دل پر سجا لوں
مجھے پھر سے وہ احساسات تو دے

●

دوستی اسکی، وفا اس کی، محبّت اس کی
ڈھونڈتی پھرتی ہوں ہر آنکھ میں صورت اس کی

یہ بھی سچ ہے کہ مکمّل ہوں میں اپنے اندر
پھر بھی محسوس بہت کی ہے ضرورت اس کی

میرا ایمان ہے سورج نہ بجھے پھر شاید
ہو اجالوں کو میسّر جو رفاقت اس کی

وہ کہ ہے میرے لئے ایک ہوا کو جھونکا
اور لازم ہے مرے دل پہ حفاظت اس کی

فاصلے لفظوں کا مفہوم بدل دیتے ہیں
اور تحریر جلا دیتی ہے قربت اس کی

صرف سائے کی طرح چھو کے گذر جاتا ہے
کیسے لوٹاؤں بھلا اس کو امانت اس کی

وہ تو کہتا ہے بدن ہے تو رہے گا سایہ
میں نے مانی ہی نہیں پھر بھی صداقت اس کی

سوچتی ہوں کہ اسے یاد دلاؤں کیا کیا
ویسے ہر بات بھلا دینا ہے عادت اس کی

میں نے اشکوں کی طرح جس کو سنوارا تھا کسم
پیاس بن کر ہی ملی مجھ کو حقیقت اس کی

○

دھوپ گھنی ہے ہلکے سائے
سارے رشتے ہوئے پرائے
بندھا ہوا انگلی سے دھاگہ
کٹھ پتلی کو ناچ نچائے
اندھوں کی اک بھیڑ ہے دنیا
کون پڑھے اور کون پڑھائے
کشتی اس کی پار لگے گی
جو وَچنوں کی لاج بچائے
سچّائی مانو مت مانو
جو بھی پیار کرے پچھتائے
جس کا بچپن بھٹک گیا ہو
کون اسے رستہ دکھلائے
کیسے ممکن ہے ٹوٹا دل
آئینے سے آنکھ ملائے
قربت، چاہت، پیار، محبّت
یہ سب کیا ہیں کون بتائے
یہ بھی ہے تقدیر کسمؔ کی
آپ جو مجھ سے ملنے آئے

●

○

بھٹکتی زندگی جب مجھ کو کوئی ہم سفر دیتی
تو پہلے آنسوؤں سے روشنی کی گود بھر دیتی
کبھی اکبار تم نظریں اٹھا کر دیکھ ہی لیتے
میں تنہائی کا ہر لمحہ تمھارے نام کر دیتی
یہ تازہ سی ہوا جو آئی ہے تیرا بدن چھو کر
تری خوشبو کے سائے سے مجھے میری خبر دیتی
سلگتی زندگی کا ایک لمحہ تو مجھے دیتا
تو جس سے آسماں چھوتا میں تجھ کو وہ نظر دیتی
ہر اک بھٹکے مسافر کو اجالے بانٹتی پھرتی
جو دنیا میرے ہاتھوں میں چراغِ رہگذر دیتی
کبھی نزدیک آ کر تُو بھی بتلاتا کہ میں کیا ہوں
کبھی ایسا بھی ہوتا تجھ کو میں تیری خبر دیتی
مری راہوں میں آجاتے اگر بچھڑے ہوئے سائے
دعائیں میں تری سچّائیوں کو عمر بھر دیتی
تجھے حالات نے کتنی محبّت سے سنوارا ہے
کبھی تقدیر بھی تجھ کو مرے شام و سحر دیتی
بھٹکتی میں کسمؔ کب تک بھلا تاریک راہوں میں
کبھی تو زندگی مجھ کو اجالوں کی ڈگر دیتی

●

○

پہلے تو ہر طرح آزمایا مجھے
پھر سبھی نے نظر سے گرایا مجھے
اک مسافر ہوں مجھ کو بھی رستہ دکھا
زندگی تو نے کتنا پھرایا مجھے
توڑنا تھی اگر مری معصومیت
آپ نے پھر گلے کیوں لگایا مجھے
بارہا اس اندھیرے میں ایسا لگا
تجھکو پایا کہ خود میں نے پایا مجھے
آج تک روشنی سے ملی ہی نہیں
میری نظروں سے کس نے چھپایا مجھے
یونہی اچھا تھا رہتی میں سادہ ورق
کیوں غزل کی طرح گنگنایا مجھے
اور تو کوئی غم ساتھ چلتا نہیں
دھوپ میں دیجئے اپنا سایہ مجھے
میں ہی تنہائیوں میں بکھرتی رہی
کب کسی نے غموں سے بچایا مجھے
جانے کتنے یقیں پاس آئے کسم
آپ نے پیار سے جب کھلایا مجھے

●

کوئی رشتہ بھی اب خوبصورت نہیں
اب کسی کو کسی کی ضرورت نہیں
ساری سچائیاں داستاں بن گئیں
اب محبّت بھی جیسے محبّت نہیں
آئینہ کیوں مرے سامنے رکھ دیا
اب مرے پاس میری ہی صورت نہیں
خواہشوں کی زمیں آج دلدل ہوئی
سامنے کوئی نقشِ حقیقت نہیں
روشنی کی طرح کون کس سے ملے
تو صداقت نہیں، میں صداقت نہیں
تم نے جس کو بزرگوں کی پونجی کہا
آج بازار میں اس کی قیمت نہیں
دو گھڑی خود سے تنہائی میں مل سکے
آدمی کو تو اتنی بھی فرصت نہیں
جسم بنجر سہی روح پیاسی سہی
اب مجھے آنسوؤں کی ضرورت نہیں
درد بانٹا ہے ہم نے سبھی کا کسمؔ
ہم کو تو دشمنوں سے بھی نفرت نہیں

زندگی کو خود ہی جھٹلاتی رہی ہے زندگی
آئینہ سا مجھ کو دکھلاتی رہی ہے زندگی

ان دنوں جب پیاس ہی قانون تھا تقدیر کا
میری خاطر اشک برساتی رہی ہے زندگی

یہ الگ کہ اس کا سایہ تک نہیں چھوتا مجھے
دور سے مجھ کو نظر آتی رہی ہے زندگی

میری عزّت خاک کر دی اپنی عزّت کے لئے
کھو کے مجھ کو کتنا پچھتاتی رہی ہے زندگی

کر دیا پہلے تو ہر دامن خوشی کا تار تار
اور پھر اشکوں سے بہلاتی رہی ہے زندگی

جانے کب سے کر رہی ہے اپنے ہی سائے تلاش
زندگی بھر خود سے ٹکراتی رہی ہے زندگی

چاہتی ہوں اب انھیں آنکھوں سے اپنی چوم لوں
جسم جن یادوں کا مہکاتی رہی ہے زندگی

منتشر جس نے کیا ہر عہد میں حالات کو
وہ فریبِ روشنی کھاتی رہی ہے زندگی

چھین کر آنکھوں سے میری خواب سب میرے کسمؔ
بارہا نزدیک کیوں آتی رہی ہے زندگی

○

اِدھر ڈھونڈتی ہوں اُدھر ڈھونڈتی ہوں
محبّت بھری اک نظر ڈھونڈتی ہوں

چلو مان لیتی ہوں وہ تم نہیں ہو
کسی کو تو شام و سحر ڈھونڈتی ہوں

مرا گھر تو سیلاب میں بہہ گیا ہے
بسیرا کسی شاخ پر ڈھونڈتی ہوں

زباں بھی ہے میری، بیاں بھی ہے میرا
غزل کا دلوں پر اثر ڈھونڈتی ہوں

محبّت ، رفاقت، وفا، پیار، قربت
نہیں پاسکوں گی مگر ڈھونڈتی ہوں

وہ احساس جو روح نے کھودیا ہے
برا کیا ہے اس کو اگر ڈھونڈتی ہوں

مجھے میری تنہائیاں ڈس رہی ہیں
زمانے میں اک چارہ گر ڈھونڈتی ہوں

ملے تو بہت راہِ بیچارگی میں
کوئی آپ سا ہمسفر ڈھونڈتی ہوں

سکوں راس آئے کسمؔ زندگی کو
ترے شہر میں اپنا گھر ڈھونڈتی ہوں

●

سجا کر روشنی سے زندگی کے بام و در رکھیئے
وفا کے راستے میں مجھ کو اپنا ہم سفر رکھیئے
کہیں تنہائیوں میں ڈوب جانے کی دعا کیسی
زمانہ راس آجائے تو کچھ اپنی خبر رکھیئے
یقیناً بے بسی کی دھوپ جسم و جاں پہ برسے گی
کسی کی یاد سے آباد دل کی رہ گذر رکھیئے
بہت نزدیک کے منظر بھی اکثر دور لگتے ہیں
بھروسہ اپنی آنکھوں پر بھی تھوڑا سا مگر رکھیئے
لکھی ہے آپ کے ہی نام اپنی زندگی میں نے
ہوا خوشبو نہ لے جائے اسے بھی ڈھانک کر رکھیئے
کٹیلی دھوپ تپتی ریت ننگے پاؤں سب راہیں
مگر یہ شرط ہے شاداب سانسوں کا سفر رکھیئے
ہمیں بھی چند لمحے پیار جینے کی تمنّا ہے
ہمارے نام بھی کچھ روز یہ شام وسحر رکھیئے
کہیں مایوسیوں کی بھیڑ میں آنکھیں نہ کھو جائیں
اجالا ساتھ نہ چھوڑے مرا مجھ پر نظر رکھیئے
لگا کر دیکھیئے اک دن کسمؔ کے ہاتھ میں مہندی
سبھی کے سامنے اونچا ہمیشہ میرا سر رکھیئے

●

کر کے طے زندگی کا سفر آ گئے
اپنے گھر سے چلے اپنے گھر آ گئے

جن کو چھونے سے ڈرنے لگی روشنی
آج کچھ ایسے منظر نظر آ گئے

تو نہیں، میں نہیں، زندگی بھی نہیں
ہم کہاں سے چلے تھے کدھر آ گئے

کوئی سورج ہے اب نہ کہیں چاند ہے
جانے کیسے یہ شام و سحر آ گئے

اب اسے اپنی تقدیر کہتے ہیں ہم
وہ اُدھر چل دیئے ہم ادھر آ گئے

اپنی آواز بھی اجنبی ہو گئی
سامنے آئینہ لے کے ڈر آ گئے

ایک تم ہو کہ دامن بچاتے رہے
لوگ تو پیار میں لیکے سر آ گئے

جس نے سجنا سنورنا سکھایا ہمیں
آئینہ ہم وہی توڑ کر آ گئے

کتنی مجبوریاں راہ میں تھیں کسمؔ
بے خبر سے گئے بے خبر آ گئے

○

چاہ پتھّر کی پیار پتھّر کا
جسم ہے تار تار پتھّر کا
کچھ لہو بھی بہے گا زخموں سے
ہر طرف ہے غبار پتھّر کا
اپنا سر خود ہی بوجھ ہے ہم پر
کون ڈھوئے گا بار پتھّر کا
پیاس اشکوں سے بجھ نہیں پاتی
کر لیا اعتبار پتھّر کا
پک گئے پھل سبھی درختوں کے
کیجئے انتظار پتھّر کا
جستجو صرف آنکھ کا آنسو
کون توڑے حصار پتھّر کا
آئینہ دیکھتا ہے رہ رہ کر
ہے مرا غمگسار پتھّر کا
پھول ممکن ہے خود بکھر جائیں
نام لو بار بار پتھّر کا
سر جھکا کر ہی چل رہے ہیں کسمؔ
جب سے پایا ہے یار پتھّر کا

●

کیوں نیا لگتا ہے میرا آنا تیرے شہر میں
روز بن جاتا ہے اک افسانہ تیرے شہر میں

اشک مت چھونا یہاں، ورنہ جھلس جائیں گے خواب
کہہ رہا تھا کل کوئی دیوانہ تیرے شہر میں

جا رہی ہوں لوٹ کر پھر اپنی بستی کی طرف
دل کو مشکل ہو گیا بہلانا تیرے شہر میں

دیکھ کر جس کو مرے دل میں اتر آتا تھا چاند
اب وہی چہرہ ہوا انجانا تیرے شہر میں

تو نہیں تو کوئی مجھ سے بات بھی کرتا نہیں
ہے خلوصِ زندگی بیگانہ تیرے شہر میں

جس کی خاطر تو نے اپنے آپ کو ٹھکرا دیا
لیکے آئی ہوں وہی نذرانہ تیرے شہر میں

سارے دل مرجھا گئے آنکھیں سبھی پتھرا گئیں
کس نے لا کے رکھ دیا ویرانہ تیرے شہر میں

تو بھی اپنے درد اپنی آرزو سے بے خبر
مجھ کو بھی لوگوں نے کب پہچانا تیرے شہر میں

میں کہاں ہوں کون ہوں کیا نام ہے میرا کسمؔ
ہو گئی ہر چیز سے بیگانہ تیرے شہر میں

○

دلاسے دیکے بہلائی گئی ہوں
فقط خوابوں سے مہکائی گئی ہوں
کوئی میری طرح جی کر تو دیکھے
جہاں میں کتنا ترسائی گئی ہوں
اشارہ بھی کیا ہوگا کسی نے
اگر راہوں میں بھٹکائی گئی ہوں
کتابوں کی طرح کھولا کسی نے
کبھی دھاگے سی الجھائی گئی ہوں
ملے گا راکھ کا اک ڈھیر تم کو
ابھی تو صرف دہکائی گئی ہوں
ہر اک چہرہ ہے کتنا اجنبی سا
یہ آخر کس جگہ لائی گئی ہوں
ہے میری زندگی راہوں کا پتّھر
زمانے بھر سے ٹھکرائی گئی ہوں
جہاں تھی منتظر تیری محبّت
وہاں بھی لیکے رسوائی گئی ہوں
کُسم وہ بھی سلگتی پیاس سی ہے
میں جس مٹّی پہ بٹھلائی گئی ہوں

●

اک بار دیکھنا ہو کہ سو بار دیکھنا
چہرے سے پہلے لوگوں کا کردار دیکھنا
پلکوں پہ جاگنے دو ذرا آنسوؤں کی دھوپ
آسان ہوگا صبح کے آثار دیکھنا
موجِ بلا کی رکھنا ہے ہر حال میں خبر
کشتی کے ہاتھ میں ذرا پتوار دیکھنا
ہم تو چلے لٹا کے وفاؤں کی آبرو
کس کے نصیب میں ہے رُخِ یار دیکھنا
سائے میں جس کے بیٹھی ہے حالات کی تھکن
گرنے لگی ہے گھر کی وہ دیوار دیکھنا
تم کیا بدل گئے کہ زمانہ بدل گیا
اک بار آکے صورتِ ایثار دیکھنا
سودا تو کر رہے ہو بہارِ چمن کا تم
نزدیک سے نگاہِ خریدار دیکھنا
دنیا کو آزمانا بڑی بات تو نہیں
چلنے سے پہلے اپنا بھی معیار دیکھنا
پر کیا کریں کہ خواب ہی بھٹکا گئے کسمؔ
چاہا تھا ہم نے رات کو بیدار دیکھنا

○

یہ کیسے خواب ہواؤں میں سرسرانے لگے
نئے نئے سبھی منظر ہمیں پرانے لگے

سلگتی دھوپ کا احساس کس کے نام لکھوں
مرا نصیب اگر مجھ کو آزمانے لگے

لگایا نیم کا اک پیڑ جب سے آنگن میں
ہمارے گھر میں پرندے بھی چہچہانے لگے

کہیں وہ آپ کی یادوں کے چند خواب نہ ہوں
سیاہ رات کے سائے جنھیں بجھانے لگے

میں ان کے سامنے بس عکسِ بے زباں ٹھہری
وہ خود ہی روٹھ گئے اور خود منانے لگے

کوئی سمجھ نہ سکے گا ہماری مجبوری
کسی کی یاد سے ہم اپنا گھر سجانے لگے

یہ زندگی بھی انھیں کس طرح سے لوٹائے
تمھیں قریب بلانے میں جو زمانے لگے

ہر اک بدن پہ مہکتا ہے آنسوؤں کا لباس
دلوں سے درد کے رشتے بہت پرانے لگے

میں خود کو ڈھونڈنے آخر کسم کہاں جاؤں
یہ راستے بھی کئی دائرے بنانے لگے

●

○

خواب تا خواب کوئی رنگِ حقیقت مانگے
جیسے برفیلی ہوا شب سے حرارت مانگے

کوئی روزن، کوئی دروازہ، دریچہ کوئی
میرا سایہ تجھے چھونے کی اجازت مانگے

جانے کیا بات ہے کیوں میری وفائے مجبور
چند لمحہ تری سانسوں کی تمازت مانگے

ایسا لگتا ہے کہ ملتی نہیں بازاروں میں
آجکل جو یہاں انساں کی ضرورت مانگے

تجھے سینے میں چھپالے تجھے ہونٹوں پہ رکھے
زندگی مجھ سے اگر تھوڑی سی فرصت مانگے

لوگ اس سچ کو بھی افسانہ بناتے کیوں ہیں
میری تنہائی اگر تیری رفاقت مانگے

اپنے بچّوں کے لئے، اپنے بڑھاپے کے لئے
آج ہر شخص یہاں تھوڑی سی راحت مانگے

اور خود میں کہ اندھیروں سے بچاؤں خود کو
روشنی مجھ سے ہمیشہ مری صورت مانگے

ہر نفس بھاگتے لمحات کی بانہوں میں کسمؔ
آج بھی میری وفا تیری محبّت مانگے

●

○

اپنے ہر اک لمحے کو دہرا رہے ہیں ہم
آئینہ سامنے ہے تو شرما رہے ہیں ہم
پتھّر پہ پھول رکھ تو دیا ہے گلاب کا
اب ہاتھ جل رہے ہیں تو پچھتا رہے ہیں ہم
پلکوں پہ ہم نے رکھی نہیں اپنی خواہشیں
اب تیز آندھیوں سے بھی ٹکرا رہے ہیں ہم
اتنا یقیں کہاں ہے کہ منزل بھی پائیں گے
انجان راستوں میں چلے جا رہے ہیں ہم
لکھ لی ہے ہم نے ماتھوں پہ اکیسویں صدی
ماضی کو اپنے کس لئے دہرا رہے ہیں ہم
یوں تو کسی سے کوئی تعلّق نہیں رہا
تم یاد کر رہے ہو تو یاد آ رہے ہیں ہم
رکتی نہیں ہے وقت کی بہتی ہوئی ندی
کتنا دلِ غریب کو بہلا رہے ہیں ہم
پھر یاد آ رہی ہیں ہزاروں کہانیاں
جو چیز کھو چکے تھے اسے پا رہے ہیں
جینے کا ہے سوال جیئے جائیں گے کسمؔ
اک ڈور ہاتھ میں ہے تو سلجھا رہے ہیں ہم

●

○

جب سورج ہاتھ بڑھاتا ہے
ذرّہ ذرہ جل جاتا ہے
جیسی ہوں جو ہوں بس میں ہوں
کیوں آئینہ شرماتا ہے
کتنا پاگل ہے پیاسا دل
اک دریا روز بہاتا ہے
جو ڈوب گیا اپنے اندر
وہ دیوانہ کہلاتا ہے
سارے بندھن تو ٹوٹ چکے
وہ یاد مجھے کیوں آتا ہے
خالی مٹھی کی پونجی ہوں
اب آگے بھاگیہ ودھاتا ہے
دن تیرے پاگل موسم کیوں
مجھ کو خوشبو پہناتا ہے
مکڑی کا جالا مت چھونا
یہ سانسوں کو الجھاتا ہے
ہے ریت کسم یہ دنیا کی
اک کھوتا ہے اک پاتا ہے

●

○

جو ایک لمحہ ترے پیار کا ملا ہوتا
تو میں نے اپنا ہر اک غم بھلا دیا ہوتا

عجیب دل تھا کہ اس پر بھروسہ کر بیٹھا
ذرا تو سوچ کے دنیا سے آشنا ہوتا

سمجھ میں آگیا ہوتا حیات کا مقصد
کسی کا نام اگر دل مرا جیا ہوتا

تمام عمر ترستی رہی ہیں جس کے لئے
ترے لبوں پہ کبھی حرف وہ کھلا ہوتا

ہمارے گھر کی ہی دیوار سر سے اونچی تھی
یہاں بھی ورنہ اجالوں کا سلسلہ ہوتا

سزا نہ ملتی مجھے دھوپ میں جھلسنے کی
جو میرے سر پہ کوئی سایۂ دعا ہوتا

مری شکستہ دلی نے بھی بارہا سوچا
کبھی کہیں تو اجالوں کا سامنا ہوتا

جتن بھی کرتا کوئی فاصلے مٹانے کا
اگر کسی کو کسی کا اتا پتا ہوتا

کوئی بچاتا اگر مجھ کو ٹھوکروں سے کسم
تو پھر زمانے سے مجھ کو کہاں گلہ ہوتا

●

○

ڈوبتی سانسوں پہ گہرا عکس انجانے کا ہے
جتنا غم کھونے کا ہے اتنا ہی غم پانے کا ہے

آپ نے اپنی کتابِ دل میں جو شامل کیا
اس میں کچھ حصّہ بھی شاید میرے افسانے کا ہے

اتنی گلیاں، اتنے رستے، اتنی تنہا بستیاں
کچھ نہ کچھ ان سے تعلّق میرے غم خانے کا ہے

دل کا سونا، تن کی چاندی لوٹ لی وشواس نے
ہاتھ میں رشتہ ہے جو دنیا کو دکھلانے کا ہے

ریت ہے صحرا کی تو بھی، میں بھی جنگل کی ہوا
آج کل موسم زمیں پر اشک برسانے کا ہے

دوریاں ہی دوریاں ہیں، فاصلے ہی فاصلے
یہ مناسب وقت شاید خود کو بکھرانے کا ہے

کیا خبر اب آخری سانسوں سے ٹکرائے کوئی
ہے وہی آنے کا جو بھی راستہ جانے کا ہے

نیند میں کچّے گھروندے، خواب میں کاندھوں پہ سر
اب یہی اک راستہ اس دل کو بہلانے کا ہے

اور تو کوئی نہیں ہے سامنے میرے کُسمؔ
بس ارادہ اپنے ہی سائے سے ٹکرانے کا ہے

●

مرے غم مرے کام آتے رہے
اندھیروں میں مجھ کو جلاتے رہے
نگاہوں میں بس آپ کا روپ تھا
قدم کیوں مرے ڈگمگاتے رہے
خبر تھی کہ بستی میں ہیں آندھیاں
مگر ریت کا گھر بناتے رہے
مری ابتداء انتہا خاک تھی
مجھے آسماں کیوں بلاتے رہے
وہی حادثے زندگی بن گئے
جنھیں حادثے ہم بناتے رہے
جنھیں ڈھونڈنے آج آئے ہو تم
یہاں سے تو وہ لوگ جاتے رہے
جو میری پہنچ سے بہت دور تھے
ہمیشہ مجھے یاد آتے رہے
یہی بھول بس زندگی میں ہوئی
ترے سامنے سر جھکاتے رہے
کسم ہم سے کچھ نہ ہوا عمر بھر
زمین پر لکیریں بناتے رہے

○

میں زندہ ہوں دل زندہ ہے
کوئی خواب مرا اپنا ہے
دل میں ہے گہرا اندھیارا
سورج آنگن میں بیٹھا ہے
ساری بستی آنسو آنسو
کیا کوئی آنے والا ہے
وہ کچّا دھاگہ مت جوڑو
جگہ جگہ سے جو ٹوٹا ہے
ڈھلتے سورج کو مت روکو
ہو جائے گا جو ہونا ہے
لیکن خود کو پڑھ نہ پائے
لکھنے کو تو خوب لکھا ہے
اپنے آپ کو بھول چکی ہوں
جینے کا انداز نیا ہے
چوم آیا ہے چاند کا ماتھا
انساں کتنا تھکا تھکا ہے
ناز بہت تھا جس کو خود پر
آج کسم بے موت مرا ہے

●

○

جو پلکوں پر کانپ رہا ہے
شاید وہ سایا تنہا ہے
توُ ہے تو میری دنیا ہے
میرے دل نے مان لیا ہے
جسکو پڑھ کر دنیا چونکی
شاید وہ تیرا چہرہ ہے
پاؤں نہ رکھ دینا دھرتی پر
چاہت اک جلتا شعلہ ہے
آنسو چھو کر ہی بتلا دو
یہ ساگر کتنا گہرا ہے
خبریں سب رکھتا ہے میری
آخر میرا کیا لگتا ہے
پوچھ چکی ہوں میں خوشبو سے
وہ سانسوں سے کہاں ملا ہے
آسمان چھونے کا جذبہ
اب تک دھرتی ناپ رہا ہے
ذرّہ ذرّہ جوڑ کے ہم نے
کسمؔ نیا گھر بنا لیا ہے

●

جگ سے ناطہ جب توڑا
خوابوں نے بھی سب توڑا
سچّائی بدنام ہوئی
جب ہم نے مذہب توڑا
تو نے جو قانون دیا
ہم نے وہ یارب توڑا
دوری تو لکھ لی دل پر
لیکن رشتہ کب توڑا
ناداں کے ہاتھوں میں دل
اب توڑا کہ تب توڑا
تو نے جب اقرار کیا
جینے کا ہر ڈھب توڑا
کچھ اس کا بھی مطلب تھا
حرف جو زیرِ لب توڑا
شکل بدل دی لفظوں کی
جب کوئی مطلب توڑا
کون کسم بتلائے گا
کس نے کیا کیا کب توڑا

○

سب کچھ بن کر پیاس رہ گیا
دریا کا احساس رہ گیا
تو بچھڑا، تیرا سایہ بھی
ہاتھوں میں وشواس رہ گیا
تو نے اک دن مجھے چھوا تھا
بس اتنا احساس رہ گیا
وقت گذرنا تھا سو گذرا
کاغذ پر اتہاس رہ گیا
نام لکھا ہے اس پر تیرا
جو بھی میرے پاس رہ گیا
محلوں پر خوابوں کا حق تھا
قسمت میں بنواس رہ گیا
راکھ ہو گئے شور شرابے
گھر میں ہی سنیاس رہ گیا
آگ آگ ہے پانی پانی
بس اتنا آبھاس رہ گیا
وہ بھی عکس کسمؔ کا نکلا
جگ میں جو بے آس رہ گیا

●

وقت کو کہاں کہاں روشنی پکارتی
تھالیوں میں رہ گئی بے زبان آرتی

اتنا دھوپ کو اگر روپ پر غرور ہے
کچھ تو میرے ذہن کی رات بھی نکھارتی

کیا کروں کہ راہ میں غم ہی غم ملے مجھے
میں تمہارے نام پر کچھ نہ کچھ تو ہارتی

یہ ہوا کہ خاک نے اپنے ہونٹ سی لئے
آسماں سے چاندنی ورنہ کچھ اتارتی

تم اگر قریب سے مجھ کو اپنا مانتے
تم مجھے سنوارتے میں تمھیں سنوارتی

جب اٹھی تری نظر میں نے سر جھکا لیا
ہر جگہ ترے لئے آتما تھی بھارتی

کچھ نہ کچھ چراغ کو روشنی کی آس تھی
ورنہ دل کی بے بسی رات کیوں گذارتی

پھر نہ جانے کیا ہوا تو کہیں بچھڑ گیا
ورنہ میں زمین پر آسماں پسارتی

میرے دلکی آرزو بجھ کے رہ گئی کسم
ورنہ یہ بہار بھی دل پہ تیر مارتی

ابتداء آپ انتہا بھی آپ
ذرّے ذرّے سے آشنا بھی آپ

آپ کھِل جائیں تو کھِلوں میں بھی
لفظ بھی آپ فلسفہ بھی آپ

آپ سے ہٹ کے سوچنا بھی گناہ
درد بھی آپ ہیں دوا بھی آپ

میں کہاں ہوں خبر نہیں مجھ کو
درمیاں آپ ہیں سرا بھی آپ

آپ بولیں تو میں بھی لب کھولوں
مرے احساس کی صدا بھی آپ

عمر بھر دل نے جو نبھایا ہے
میرے اس صبر کا صلہ بھی آپ

مجھ سے کچھ بدگماں بھی لگتے ہیں
مانگتے ہیں مگر دعا بھی آپ

آپ کو کس نگاہ سے دیکھوں
بے وفا آپ ہیں وفا بھی آپ

آپ ہی تو کسمؔ کی دھڑکن ہیں
مرے گیتوں کی آتما بھی آپ

صدیوں سے رشتہ جوڑا ہے لمحوں کا احسان لیا ہے
جس دنیا نے پیار جتایا اس کو بھی پہچان لیا ہے
سطحوں پر بادل کے سائے تیز ہوا لہراتی موجیں
جو جتنا گہرا اترا ہے اس نے اتنا جان لیا ہے
اشکوں پر تنہائی جی کر بند نہ کر دل کے دروازے
تیرے دھندلے آئینے نے آج تجھے پہچان لیا ہے
شب تنہا، تنہائی تنہا، آنسو تنہا، سائے تنہا
اپنے بیچ تعلّق کیا ہے ہم نے یہ بھی جان لیا ہے
ساری سانسیں اٹھیں قرض پر اب خالی مٹھی ہے پونجی
جانے کیوں خوشبو سے ہم نے جینے کا ارمان لیا ہے
قدم قدم پر اس دنیا نے ٹھوکر ماری آنسو پونچھے
تھوڑا اپنے آپ سے سیکھا تھوڑا اس سے گیان لیا ہے
پیاسا پنگھٹ خالی گاگر سونی بستی ویراں راتیں
ہم نے بھی اک پردیسی سے یہ کیسا وردان لیا ہے
آنکھوں کو رنگت پہنائیں خوشبو سے سانسیں مہکائیں
ایسا جینا بھی کیا جینا جیون جیسے دان لیا ہے
کس کا آخر کہاں ٹھکانہ کس نے کسم کسے پہچانا
اپنی جھولی میں تو سب نے صدیوں کا سامان لیا ہے

○

زندگی جب بھی زندگی سے ملے
کھول کر دل ہنسی خوشی سے ملے

اس سے اتنے ہی فاصلے سے ملو
وہ نظر جتنی سادگی سے ملے

غم بھی ہم سے ملا محبّت سے
ہم بھی اس سے قریب ہی سے ملے

جس نے خوشبو بدن کو پہنائی
روح کو زخم بھی اسی سے ملے

اپنی بانہوں میں بھر لیا غم نے
کس لئے اب کوئی کسی سے ملے

کوئی چہرہ ہو کوئی رشتہ ہو
ہم سمجھتے ہیں آپ ہی سے ملے

دور جاتے تو کس طرح جاتے
راستے سب تری گلی سے ملے

سامنے دل نکال کر رکھ دے
آدمی جب بھی آدمی سے ملے

پیار کو زندگی بنا لے کسمؔ
چاہے دنیا میں وہ کسی سے ملے

●

○

خواب دکھلائے گی زندگی
صرف بھٹکائے گی زندگی
بھیڑ میں ہم اگر گم ہوئے
ڈھونڈنے آئے گی زندگی
خواب برسائے گی روح پر
اور ترسائے گی زندگی
جب ہماری نہیں ہو سکی
کس کی کہلائی گی زندگی
آئینہ مت دکھانا اسے
ورنہ ڈر جائے گی زندگی
فاصلہ خود سے بڑھ جائے گا
جب قریب آئے گی زندگی
میں نے گر اس کو ٹھکرا دیا
کس کے گھر جائے گی زندگی
روشنی جب قریب آئے گی
عکس بن جائے گی زندگی
اس پہ سایا ہے میرا کسمؔ
کیسے مرجھائے گی زندگی

●

رشتوں پر کچھ آنچ نہیں آنے دیتے
میرے سارے آنسو بہہ جانے دیتے

سڑکوں پر کیوں پھینک دیئے دھندلے سائے
گھر کی انگنائی تو مہکانے دیتے

جن پر بھی تیری یادوں کے سائے ہیں
کیسے ہم وہ لمحے مرجھانے دیتے

اتنی جلدی کچّے دھاگے توڑ دیئے
کچھ دن تو قسمت پہ اترانے دیتے

خوشبو بن کر سانسوں میں گھل جاتی میں
مجھ کو اپنی آگ میں جل جانے دیتے

دن ڈھلتے ہی تم نے سورج باندھ لیا
بجھے بجھے کچھ دل تو جل جانے دیتے

ہم پنچھی تھے تم نے پتّھر کیوں پھینکا
اپنی مرضی سے ہی اڑ جانے دیتے

مجبوری جب گھر میں آ ہی بیٹھی تھی
بچّوں کو کچھ کہہ کر بہلانے دیتے

جو انجام کُسمؔ ہونا تھا ہو جاتا
شیشے کو پتّھر سے ٹکرانے دیتے

○

یہ سچائی عام نہیں ہے
غم کا کوئی نام نہیں ہے
جو ہے میری روح کی دھڑکن
لب پر اس کا نام نہیں ہے
جو بھی اپنی آنکھ نہ کھولے
اس کا کچھ انجام نہیں ہے
پتّھر پر خوشبو نہ مہکے
یہ دل کا پیغام نہیں ہے
لمحہ جینا لمحہ مرنا
یہ تو کوئی کام نہیں ہے
میں اپنے آنگن کی تلسی
یہ رشتہ بدنام نہیں ہے
ان کے نام پہ دریا لکھ دے
جن ہاتھوں میں جام نہیں ہے
اپنی قیمت خود پہچانو
کوئی بھی بے دام نہیں ہے
کوئی کُسم روٹھا ہے جب سے
اک پل کو آرام نہیں ہے

●

اندر باہر دل تنہا ہے کس کی خاطر
ذرہ ذرہ گھر بکھرا ہے کس کی خاطر

دل میں آنکھوں میں سانسوں میں جسم و جاں میں
اکثر کوئی چاند کھِلا ہے کس کی خاطر

ہم نے تو سمجھا تھا سب کچھ بھول چکے ہم
پلکوں پر سورج اترا ہے کس کی خاطر

چلیئے کوئی نام نہیں میرے ہونٹوں پر
سینے میں یہ درد اٹھا ہے کس کی خاطر

سمجھ سکو تو خود سمجھو ہم سے مت پوچھو
کس نے کس کو ٹھکرایا ہے کس کی خاطر

تم سے مل کر دریا گہری پیاس بن گیا
کون مرے دل پر برسا ہے کس کی خاطر

ٹوٹا ٹوٹا دھندلا دھندلا بکھرا بکھرا
شاخِ وفا پر پھول کھلا ہے کس کی خاطر

اپنا نام پتہ بھی یاد نہیں لوگوں کو
کون کسے کتنا سمجھا ہے کس کی خاطر

کاش کسم وہ ہی آ کر ہم کو بتلائیں
ہم نے دنیا کو مانگا ہے کس کی خاطر

روح کا اظہار بنتے جا رہے ہو
تم مرا اقرار بنتے جارہے ہو
کس قدر محفوظ ہے عزّت وفا کی
گھر کی اک دیوار بنتے جارہے ہو
سارے لمحے ہاتھ پر تو رکھ دیئے ہیں
کس لئے انکار بنتے جا رہے ہو
جیب بھی خالی ہے میرا دل بھی خالی
اور تم بازار بنتے جارہے ہو
راستے میں چھوڑ کر مجھ کو اکیلا
وقت کی رفتار بنتے جارہے ہو
چند لمحوں کے لئے آنکھیں بھی دے دو
تم اگر دیدار بنتے جا رہے ہو
باندھ لو خود کو ہواؤں سے کسی دن
کیوں دلوں کا بار بنتے جارہے ہو
وہ تو رہتی ہے پہاڑوں، جنگلوں میں
جس ندی کی دھار بنتے جارہے ہو
خود سے ہٹ کر تم نے کب دیکھا کسمؔ کو
کیسے مانو پیار بنتے جارہے ہو

آنکھ بھیگی ہر اک کلی کی ہے
یہ صداقت مری صدی کی ہے

زندگی مجھ کو اجنبی سی لگی
آپ نے جب سے دوستی کی ہے

اشک پلکوں کو چھو نہیں پاتے
آبرو سامنے کسی کی ہے

چھو کے دیکھی ہے آرزو اپنی
یہ خطا بھی کبھی کبھی کی ہے

آپ پھولوں کی روشنی پہنیں
آرزو یہ بھی زندگی کی ہے

اپنی صورت نظر نہیں آتی
یہ نوازش بھی روشنی کی ہے

جانے کیوں اجنبی سے لگتے ہو
تم کو دیکھا ہے بات بھی کی ہے

آپ کیا ہم بھی خود بتا نہ سکے
طے کہاں راہِ زندگی کی ہے

پاؤں کانٹوں پہ ہی نہیں ہیں کسم
دھوپ بھی سر پہ بے بسی کی ہے

●

○

زندگی کو اشتہاروں کی طرح پڑھتا ہوا
آدمی خوابوں کی ٹھنڈی آگ میں جلتا ہوا
ہر بکھرتی سانس لکھنا ہے کتابوں میں مجھے
اور ہر لمحہ ہے میرا قرض پر رکھّا ہوا
بجھ گیا رشتہ مہکتی روشنی مرجھا گئی
میری پلکوں کی طرح ہے آسماں بھیگا ہوا
چند قطروں کے لئے ہم سب ندی کے آس پاس
پیاس کا گہرا سمندر ریت میں ڈوبا ہوا
میری خاطر اپنے خوابوں سے محبّت کیجئے
کیا ہوا جو رات کا چہرہ ہے مرجھایا ہوا
کس کو آنکھوں میں کھلاؤں کس سے آنکھیں پھیرلوں
آج ہر منظر ہے رشتوں کی طرح ٹوٹا ہوا
تجھ سے شکوہ بھی کروں اچھا نہیں لگتا مجھے
تو بھی لگتا ہے کسی احساس سے جھلسا ہوا
زندگی کو پیار کی گہرائیاں بھی دیجئے
غور سے مت دیکھئے اک پھول مرجھایا ہوا
زندگی مہکی کسم، کھلتی کسم، ہنستی کسم
آدمی سہما ہوا، ٹوٹا ہوا، بکھرا ہوا

●

ہر ایک چیز مجھے محوِ یاس لگتی ہے
اداس دل ہے تو دنیا اداس لگتی ہے

کوئی نگاہ مری روح چھو نہیں پاتی
تری وفا تو بدن کا لباس لگتی ہے

ہوا کی گود میں خوشبو کی دل نشیں آہٹ
کسی غزل کا کوئی التماس لگتی ہے

اسی لئے تو کبھی تجھ سے کچھ نہیں کہتی
تری نگاہ بہت غم شناس لگتی ہے

ہیں میرے سوکھے لبوں پر رواں کئی دریا
حیات مجھ کو محبّت کی پیاس لگتی ہے

جلے ہیں جب سے مرے شہر کے گلی کوچے
ہر ایک گھر کی فضا بدحواس لگتی ہے

سنوارتی ہے مجھے کس قدر محبّت سے
تری نگاہ کہیں آس پاس لگتی ہے

وہ ایک بستی بسائی تھی جو اُجالوں نے
ترے بغیر گھٹن کی اساس لگتی ہے

اتر ہی جاتی ہے اکثر کسم مرے دل میں
تری نگاہِ محبّت بھی آس لگتی ہے

زمیں خاموش ہے اونچے گگن کی آزمائش ہے
برستی آگ میں ٹھنڈی پون کی آزمائش ہے
کھڑی ہوں راستے میں ایک ٹوٹی آتما لیکر
وفا کے نام پر تیرے چلن کی آزمائش ہے
خریدے زندگی اب موت کے بازار میں جاکر
تجوری میں رکھے انمول دھن کی آزمائش ہے
کبھی اک بار اندھی شام کی ویران بستی میں
دیا تھا جو کسی نے اس وچن کی آزمائش ہے
جہاں کچھ آنسوؤں سے ہی لکھی جاتی ہیں تقدیریں
وہیں پوجا وہیں پاون ہون کی آزمائش ہے
کسی پتھر پہ میرا نام آخر کیوں نہیں لکھتی
جو سینے پر رکھی ہے اس چبھن کی آزمائش ہے
کھلائیں گے کہاں تک زندگی کا نام ہونٹوں پر
اندھیری رات میں ہر اہلِ فن کی آزمائش ہے
ملا ہے رام کو بنواس سیتا سنگنی ان کی
کہاں تک ساتھ آئیں گے لکھن کی آزمائش ہے
مری مجبوریوں پر چاند سورج طنز کرتے ہیں
کسمؔ لگتا ہے اب میرے چلن کی آزمائش ہے

●

○

من بہتا جل تن مجبوری
جگ میں ہر بندھن مجبوری
ہم نے خود کو جی کر دیکھا
ہے سارا جیون مجبوری
آخر کب تک ساتھ چلے گا
ہے جو من کا دھن مجبوری
کھلتے نہیں پھول شاخوں پر
پہنے ہے گلشن مجبوری
ایک سہاگن سہمی سہمی
ہے جس کا ساجن مجبوری
ہر حالت میں جینا ہوگا
گھر کا سونا پن مجبوری
اپنی صورت بھول چکی ہوں
ہے پھر بھی درپن مجبوری
کمروں میں کھل کر ہنستی ہوں
ہے لیکن آنگن مجبوری
آنکھ کسم جب نم ہوتی ہے
بنتا ہے دامن مجبوری

●

وہ جہاں میرے قریب آنے لگے
گھر کے سب آئینے شرمانے لگے

جب نہ دیواروں سے رشتہ جڑ سکا
اپنے ہی سائے سے ٹکرانے لگے

مٹ چکے ہیں جو وفا کے نام پر
مجھ کو ایسے لوگ دیوانے لگے

کون پھر خوشبو کی غمخواری کرے
آدمی جب آگ دہکانے لگے

کچھ سلگتی خاک کو بھی سوچیئے
آسماں جب دھوپ برسانے لگے

اب تو جو کچھ ہے مقدّر ہے مرا
آپ بھی اب مجھ کو سمجھانے لگے

پیار کی بنیاد شک پر مت رکھو
یہ نہ ہو دل خود کو جھٹلانے لگے

آپ کی چاہت اگر چھو لے مجھے
تیرگی بھی راہ دکھلانے لگے

بے بسی، محرومیاں، مجبوریاں
ہم کسم اس دل کو بہلانے لگے

زندگی جب مجھے صدا دے گی
آگ سی روح میں لگا دے گی

آپ نے مجھ سے پھیر لیں آنکھیں
اب محبّت بھی کیا صلہ دے گی

میری سوئی ہوئی محبّت کو
کیا تری آرزو جگا دے گی

آنکھ کھولے گا روپ مٹّی کا
دھوپ جب آسماں جلا دے گی

سوکھ جائیں گے صبر کے دریا
پیاس قدموں میں سر جھکا دے گی

مہرباں ہوگی اب اگر بارش
میرے اشکوں کا منھ دُھلا دے گی

چڑھتی مہنگائی، بڑھتی بیکاری
آسماں کا بھی سر جھکا دے گی

بات آئے گی جب وفاؤں کی
زندگی آبرو گنوا دے گی

میں نے خود کو ہی کھو دیا ہے کسمؔ
وہ نظر کیا مرا پتا دے گی

آنکھ کیا مرجھائی دل کی روشنی جاتی رہی
زندگی پھر ہر قدم پر ٹھوکریں کھاتی رہی

ہے یہی اچھا کہ ہم گھر میں ہی رکھ لیں سب چراغ
ہو چکی ہے شام گہری دھوپ بھی جاتی رہی

جب کبھی باندھے گئے یادوں سے دل کے سلسلے
کتنی صدیوں کی صدا کانوں سے ٹکراتی رہی

دل بجھا تو کہنے سننے کی ضرورت بھی گئی
بس ذرا کچھ سانس سی آتی رہی جاتی رہی

اب تو خوابوں سے کوئی رشتہ نہیں احساس کا
رات رانی کیوں مرے آنگن کو مہکاتی رہی

کیسا ملنا کیا بچھڑنا کیسا غم کیسی خوشی
زندگی کے ہاتھ سے ہر آرزو جاتی رہی

سوچیئے تو زندگی بھی صرف اُلجھی ڈور ہے
آدمی کی بے بسی ہی جس کو سلجھاتی رہی

فاصلے ہی فاصلے تھے قربتوں کے درمیاں
روح اکثر جسم کی سچائی جھٹلاتی رہی

عکس تو پہنا دیئے تھے رات نے مجھ کو کسم
میری تنہائی مگر کچھ خواب دکھلاتی رہی

●

سلگتا ہے سسکتا ہے تڑپتا ہے بکھرتا ہے
بہت ناداں ہے دل پھر بھی کسی سے پیار کرتا ہے
زمیں پر پاؤں ہیں اس کے نہ سر ہے آسمانوں پر
کوئی تقدیر کا مارا نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے
کبھی تنہائیوں کے درمیاں لمحہ بھی صدیوں سا
کبھی نظریں بچا کر وقت تیزی سے گذرتا ہے
تمھاری دھڑکنوں سے بات کرتے ہیں مرے سائے
تمھارا عکس چھو کر میرا آئینہ سنورتا ہے
سجا لیتی ہوں جب بھی نام تیرا اپنے ہونٹوں پر
فلک کا چاند اکثر گود میں میری اترتا ہے
سبھی غزلیں ادھوری سی، سبھی نغمے اپاہج سے
جو تو نہ ہو تو کوئی حرف میرا کب نکھرتا ہے
ادھوری خواہشیں کب تک پھٹا دامن سنبھالے گا
ہوا کا نام لے کر دل کا شیرازہ بکھرتا ہے
وفا ہی بس نبھائی بے وفا سے عمر بھر جس نے
فقط وہ آنسوؤں سے دامنِ احساس بھرتا ہے
خوشی کیسی اسے غم بھی نہیں ملتا زمانے میں
کسمؔ کر کے محبّت جو بھی اس دنیا سے ڈرتا ہے

O

بڑے پیار سے چاہت بولی
رنگ اڑائیں کھیلیں ہولی
سارے غم گھر سے باہر تھے
دیواروں نے آنکھ جو کھولی
بوند بوند بادل جب برسا
ہم نے بھی تقدیر بھگولی
تجھ کو ڈھونڈ رہی تھیں نظریں
آئی جب مستوں کی ٹولی
کیوں شکوہ کرتی ہے تجھ سے
کوری ساڑھی، سوکھی چولی
لگتا ہے تو آجائے گا
آنگن میں کھل گئی رنگولی
نیلی پیلی لال گلابی
دل نے کوئی گانٹھ نہ کھولی
تونے کوئی بات نہ مانی
میں بھی کب تجھ سے کچھ بولی
سب آنسو پلکوں سے چن لوں
کسم بھرے جو دل کی جھولی

●

ہونٹوں پر تیری بات رہے
جب تک خوابوں کا ساتھ رہے
من گہرا ساگر بن جائے
آنگن آنگن برسات رہے
کچھ پھول کھلے کچھ مرجھائے
کچھ ایسے بھی حالات رہے
پلکوں پر بیٹھ گیا سورج
پیاسے سارے جذبات رہے
جب تیری یادیں پاس نہ تھیں
ٹوٹے ٹوٹے لمحات رہے
انساں کو انساں رہنے دو
کیوں دھرم رہے کیوں ذات رہے
سب کچھ تھا بس اک تو نہ تھا
سونے سونے دن رات رہے
اپنا دامن تو خالی تھا
تم خوابوں کی سوغات رہے
کتنے ویراں ہیں خواب کسم
اب کیسے گذر اوقات رہے

○

جب اجالا قریب آیا ہے
عکس آنکھوں میں جھلملایا ہے
پاس آ کر کبھی تو بات کرے
جس کا احساس سایا سایا ہے
وہ محبّت تھی یا مقدّر تھا
کون تجھکو قریب لایا ہے
دیکھ وہ بھی مری وفا تو نہیں
میری آنکھوں نے جو بہایا ہے
وہ حقیقت میں ایک پتّھر تھا
دل نے جس کو خدا بنایا ہے
آئینے پر نگاہ پڑ ہی گئی
جب ترا نام لب پہ آیا ہے
جس کو سانسوں کی آبرو مانا
در حقیقت وہ ایک سایا ہے
مجھ کو خود پر بہت ہنسی آئی
جب غموں نے گلے لگایا ہے
جانے کیا سوچ کر کسمؔ ہم نے
اس کے قدموں پر سر جھکایا ہے

●

○

حالِ دل جب کوئی سناتا ہے
تو مجھے کتنا یاد آتا ہے
دھوپ کا احترام کرتی ہوں
دل کا دامن جو بھیگ جاتا ہے
زندگی آدمی کو جینے لگی
اس قدر تو سمجھ میں آتا ہے
سوچتی ہوں کہ سوچتی ہی رہوں
فاصلے جب کوئی بڑھاتا ہے
بستیاں، شہر، گاؤں، گھر، آنگن
کس لئے آدمی بساتا ہے
جانے کیا بات ہے ترا سایا
میرے ماتھے پہ جھلملاتا ہے
دھوپ چھوتی ہے جب بدن میرا
دل تجھے ہی قریب پاتا ہے
ٹوٹ جاتا ہے جب ہر اک رشتہ
تب دلوں میں ملال آتا ہے
یاد بن بن کے کس لئے وہ کُسم
میری چاہت کو آزماتا ہے

●

وہ جس کو آپ نے چاہا بہت ہے
اسے دنیا نے ٹھکرایا بہت ہے
دلوں سے باندھ کر بے نام رشتے
جہاں میں آدمی تنہا بہت ہے
ہواؤں پر سنبھل کر پاؤں رکھنا
وفا کی راہ میں دھوکا بہت ہے
صدا دیتی تو ہے تیری محبّت
یہ آئینہ مگر دھندلا بہت ہے
رہا جو زندگی بھر ساتھ میرے
اسی نے مجھ کو ترسایا بہت ہے
اکیلی کیسے تیرے پاس آؤں
ابھی راہوں میں سناٹا بہت ہے
تجھے لیکن کہیں بھی لکھ نہ پائی
تجھے الفاظ نے سوچا بہت ہے
جہاں میں ڈوب جانا چاہتی ہوں
سمندر اس جگہ گہرا بہت ہے
کسمؔ کیوں تھک گئی ہیں میری سانسیں
مجھے تو دور بھی جانا بہت ہے

زندگی کو ہمیشہ نبھاتے رہیں
تیرے غم سے نگاہیں ملاتے رہیں
آپ تو چلتے چلتے کہیں رک گئے
ہم کہاں تک محبّت نبھاتے رہیں
چاہے چھا جائیں ہر سمت تاریکیاں
چند سائے مرے جھلملاتے ہیں
اب کہیں سے بھی گذرے تری روشنی
گھر کے دیوار و در جگمگاتے رہیں
پیار کے نام پر جب بھی تم سے ملیں
ہم وفا کے جزیرے بساتے رہیں
یوں ہی موسم بدلتے رہیں عمر بھر
پیار سے آپ ہم کو مناتے رہیں
شہر تازہ ہواؤں کی بانہوں میں ہو
ہم اگر آپ سے دل لگاتے رہیں
فاصلے آنکھ کھولیں اگر راہ میں
جو بھی نزدیک ہیں دور جاتے رہیں
دھوپ جب آپ کے سر پہ آئے کسم
ہم وفاؤں کا دامن بچھاتے رہیں

○

ساتھ جب سے تمھارا نہیں
کچھ ہمارا، ہمارا نہیں
ہم وہ غم ہیں جسے آج تک
زندگی نے سنوارا نہیں
آج بھی چاہتی ہوں تمھیں
دل وفاؤں سے ہارا نہیں
آپ سے دور رہنا پڑے
میرے دل کو گوارا نہیں
اتنی ویران تھیں حسرتیں
ہم نے خود کو پکارا نہیں
ٹوٹنا تو مقدّر میں تھا
آپ کا کچھ اشارا نہیں
آپ نے جس کو اپنا کہا
وہ مقدّر کا مارا نہیں
آدمی اپنا دشمن ہوا
اب بنا صبر چارہ نہیں
کوئی مالک ہے سب کا کسمؔ
کچھ ہمارا تمھارا نہیں

●

پیکرِ احساس بن کر رہ گئی
زندگی اک پیاس بن کر رہ گئی

آرزو جو آپ کو چھو کر کھِلی
ایک ٹوٹی آس بنکر رہ گئی

نامرادی دل کی جب غم نے لکھی
صرف اک اتہاس بن کر رہ گئی

لوگ میرے نام پر ہنستے رہے
اور میں اک پیاس بن کر رہ گئی

ایک پتّھر بن گئی کایا مری
آتما سنیاس بن کر رہ گئی

دھوپ جب سپنوں کے آنگن میں کھلی
دھند کا وشواس بن کر رہ گئی

زندگی میری تھی میرے نام تھی
کیوں ترا احساس بن کر رہ گئی

بھیڑ جیسی بھیڑ ہے اس شہر میں
دوستی آبھاس بن کر رہ گئی

سب ادھورے سب اپاہج ہیں کسمؔ
خود محبّت پیاس بن کر رہ گئی

○

شمع سی رہ گذر پہ بیٹھی ہے
زندگی اک سفر پہ بیٹھی ہے

تھک چکی ہے مری وفا لیکن
اب بھی اندھی ڈگر پہ بیٹھی ہے

روٹیاں بھوک کی طرح زخمی
پیاس ٹوٹی سی در پہ بیٹھی ہے

خاک تو آنسوؤں کی منزل تھی
یہ ہوا کیوں شجر پہ بیٹھی ہے

بات کرتی نہیں ابھی مجھ سے
رات دستِ سحر پہ بیٹھی ہے

روشنی کا نصیب روشن کر
یہ ابھی میرے گھر پہ بیٹھی ہے

ایسا لگتا ہے ساری تاریکی
شام سے چشمِ تر پہ بیٹھی ہے

سرخیاں پھینکنے لگے اخبار
ساری بستی خبر پہ بیٹھی ہے

پھن اٹھائے ہوئے کسم دنیا
آج کل مال و زر پہ بیٹھی ہے

●

○

رات کیا صبح بھی کچھ نہیں
بن ترے زندگی کچھ نہیں

آنکھ جب تک نہ بیدار ہو
راہ کی روشنی کچھ نہیں

دیکھ کر تجھ کو زندہ ہوں میں
زندگی میں کمی کچھ نہیں

پھول کھلتے رہیں شاخ پر
اور میری خوشی کچھ نہیں

پیار جب تک وفا چھو نہ لے
میں تو کیا آپ بھی کچھ نہیں

کچھ نہ مانگوں کبھی آپ سے
چیز بھی کام کی کچھ نہیں

زندگی حرفِ احساس ہے
ہے کبھی کچھ کبھی کچھ نہیں

آپ نے کیوں نظر پھیر لی
کیوں لبوں پر ہنسی کچھ نہیں

صرف خود کو لکھیں ہم کسم
اور تو شاعری کچھ نہیں

●

دل جہاں ہمراز بن کر رہ گیا
تو مری آواز بن کر رہ گیا

جب مرے ہونٹوں پہ آیا تیرا نام
ایک ٹوٹا ساز بن کر رہ گیا

زندگی تنہائیوں میں کھو گئی
غم مرا دم ساز بن کر رہ گیا

جب بھی دیکھیں پیار کی رسوائیاں
درد اک اعجاز بن کر رہ گیا

ہے زمانے کا چلن بدلا ہوا
ایک کبوتر باز بن کر رہ گیا

اس کو آئینہ دِکھاتی کس طرح
جو نگاہِ ناز بن کر رہ گیا

آسماں چھونے کی حسرت دل میں تھی
تو مری پرواز بن کر رہ گیا

وہ بتائے مجھ کو انجامِ وفا
جو فقط آغاز بن کر رہ گیا

ایسا لگتا ہے کسمؔ سارا وجود
آپ کا انداز بن کر رہ گیا

تار کب تک ایک ٹوٹے ساز سے لڑتا رہے
وقت کا نغمہ مری آواز سے لڑتا رہے

جس نے خود اپنے اجالوں سے نگاہیں پھیر لیں
کس طرح اپنے کسی ہمراز سے لڑتا رہے

جسم بکھرا سانس ٹوٹی آسماں اندھا ہوا
کون ناداں اب کسی دم ساز سے لڑتا رہے

میں نے تو اپنی محبت کو عبادت کر لیا
یہ زمانہ اب مرے انداز سے لڑتا رہے

یہ بھی کیسا آدمی ہے یہ بھی کیسا وقت ہے
پاس ہو انجام تو آغاز سے لڑتا رہے

پھول سانسوں میں کھلائے پیاس پر دریا رکھے
دن اندھیروں سے نئے انداز سے لڑتا رہے

جس کے آگے آنکھ بھی کھلتی نہیں ہے دھوپ کی
کون آخر اس نگاہِ ناز سے لڑتا رہے

ایک سایہ آنکھ پر ہے ایک سایہ روح پر
راز سے واقف رہے ہمراز سے لڑتا رہے

زندگی سے ایک دن تو ہار جانا ہے کُسمؔ
اک کبوتر کس طرح اک باز سے لڑتا رہے

ابھی یہ چاند گہنایا نہیں ہے
مجھے دنیا نے ٹھکرایا نہیں ہے
وفائیں آپ کی کیا آزمائیں
ابھی خود پر یقیں آیا نہیں ہے
اگر تنہا چلو گے جان لوگے
سفر بس دھوپ ہے سایا نہیں ہے
خفا ہے مجھ سے میری نامرادی
کہیں بھی ہاتھ پھیلایا نہیں ہے
مرے قد نے عطا کی ہے بلندی
کسی نے سر پہ بٹھلایا نہیں ہے
تمھارا عکس بھی شامل ہے اس میں
مرا سایہ فقط سایا نہیں ہے
اسی کا نام لے کر جی رہی ہوں
جو میرے پاس بھی آیا نہیں ہے
مجھے بس میری حد تک آزمانا
کوئی غم دل کو پہنایا نہیں ہے
بہت دیکھا کسمؔ دنیا کو جی کر
مگر کچھ بھی کہیں بھایا نہیں ہے

●

○

مری زمیں سے گذرنے کو آسماں گذرے
جنھیں یہاں سے گذرنا تھا وہ کہاں گذرے

یہ کیا ستم ہے ترے شہر میں ترے ہوتے
مری حیات کا ہر لمحہ بے زباں گذرے

وہ جب بھی گذرے مری روح کے دریچوں سے
خود اپنے آپ پہ کیا کیا مجھے گماں گذرے

کوئی بھی چھو نہ سکا میرے دل کی تنہائی
بہت قریب سے یادوں کے کارواں گذرے

سلگ رہی ہے مرے دل میں بے بسی کب سے
رہِ خلوص سے کوئی تو مہرباں گذرے

زمین پیاسی ہے اب تک ہماری بستی کی
کوئی تو اشکوں کی صورت رواں دواں گذرے

تمام عمر نبھایا ہے میں نے فرض اپنا
میں کیا کروں جو یہی آپ کو گراں گذرے

محبّتوں کے اجالے تجھے مبارک ہوں
مری حیات اندھیروں کے درمیاں گذرے

کسمؔ زباں نہ کھلی ان کے سامنے اپنی
رہِ وفا سے سبھی اشک بے زباں گذرے

●

○

موت سچ ہے تو زندگی کیا ہے
اس اندھیرے میں روشنی کیا ہے
روح بدلوں کہ جسم بھی بدلوں
آرزو کہیئے آپ کی کیا ہے
ایک سایا ہے دھندلا دھندلا سا
کس کو بتلائیں آدمی کیا ہے
یہ کہیں آپ کی وفا تو نہیں
میری پلکوں پہ یہ نمی کیا ہے
ہو گئے خشک کیا سبھی آنسو
اتنی سوکھی ہوئی ندی کیا ہے
آگ دہکی ہوئی ہے سینے میں
روشنی سی کھلی کھلی کیا ہے
آنکھ رکھتے ہیں دل بھی رکھتے ہیں
کیا کہیں چیز کام کی کیا ہے
میں فقط جی رہی ہوں اپنے لیئے
بات اس میں بھلی بری کیا ہے
کون بتلائے گا کسم مجھ کو
میرے اندر کوئی کمی کیا ہے

●

زندگی سے جب محبّت ہوگئی
ساری دنیا خوبصورت ہوگئی

کوئی کتنا ہی جیئے خوابوں کے بیچ
جو حقیقت تھی حقیقت ہوگئی

چھین لیں گے ہم اسے بھی موت سے
زندگی جس دن ضرورت ہوگئی

اب کہاں ہے درمیاں میں فاصلہ
تیری حسرت میری عزّت ہوگئی

بات کرتا ہے تو بھر آتی ہے آنکھ
کیا اسے مجھ سے محبّت ہوگئی

سر جھکا دے گی مرے آگے حیات
آپ کی جس دن عنایت ہوگئی

دھوپ کا لمبا سفر بھی کٹ گیا
لیجئے فرصت ہی فرصت ہوگئی

راز جینے کا سمجھ میں آئے گا
زندگی جس دن عبادت ہوگئی

شہر میں ہلچل نہیں کوئی کسمؔ
کیا مکمّل ہر عمارت ہوگئی

●

کچھ کسی کی آرزو میں، کچھ کسی کے نام پر
زندگی میں نے گذاری زندگی کے نام پر
سر جھکا کر اپنی ہی پلکوں پہ میں نے رکھ لیئے
آپ نے جو اشک بخشے تھے ہنسی کے نام پر
کر دیا پامال جس نے زندگی کا اعتبار
کاٹنا ہے زندگی مجھ کو اسی کے نام پر
آدمی سے اس کا اپنا بوجھ تو اٹھتا نہیں
کس لئے لکھ دی یہ دنیا آدمی کے نام پر
سب کو سب کچھ مل گیا ہو بات ایسی بھی نہیں
کچھ کسی کے نام پر ہے کچھ کسی کے نام پر
روح بھی اشکوں سے آلودہ بدن بھی تار تار
بے بسی جینے لگی سانسیں خوشی کے نام
پھول سے خوشبو گئی سورج سے بچھڑی روشنی
ساری بستی بٹ گئی بیچارگی کے نام پر
چھین کر پربت سے راہیں اور دریا سے بہاؤ
کھیل کیا قسمت نے کھیلے بے بسی کے نام پر
سارے رشتے اپنے اپنے دائروں کے درمیاں
اور میں زندہ کسم بس آپ ہی کے نام پر

O

آپ سے کیا زندگی سے دور ہو جاؤں گی میں
دل کے ہاتھوں جب کبھی مجبور ہو جاؤں میں

تیری نظروں نے اگر چھو کر نہیں دیکھا مجھے
آئینے کے سامنے بے نور ہو جاؤں گی میں

اس قدر گہری نہ کر احساس کی سچّائیاں
زخم چھو کر ورنہ اک ناسور ہو جاؤں گی میں

تو اگر اپنا بنا لے تو اگر اپنا کہے
اپنی قسمت پر بہت مغرور ہو جاؤں گی میں

تو نے اپنے لفظ ہونٹوں پر اگر مہکا دیئے
سب کو غزلوں کی طرح منظور ہو جاؤں گی میں

راستے میں ہاتھ نہ تھاما اگر تو نے مرا
دو قدم کے بعد تھک کر چور ہو جاؤں گی میں

جو تری آنکھوں کو بھائے، جو تجھے اچھا لگے
زندگی کا بس وہی دستور ہو جاؤں گی میں

شمع کی مانند چپ ہوں اور اپنے گھر میں ہوں
کس طرح آخر بہت مشہور ہو جاؤں گی میں

اپنے بارے میں کسمؔ ایسی بھی خوش فہمی نہیں
خاک سے جب ہوں تو کیسے حور ہو جاؤں گی میں

●

مرے بدن کو وفا کا لباس پہنا دے
جھلس نہ جاؤں مجھے شبنمی سراپا دے

ذراسی دھوپ سجا دے مرے اندھیروں پر
تو صرف میرے لئے ہے مجھے بھروسہ دے

گلوں کا کام ہے خوشبو سے گود بھر دینا
شکستہ حال ہواؤں کو کچھ دلاسہ دے

اگر میں تیرے علاوہ کسی سے بات کروں
تو زندگی کا ہر اک اعتبار ٹھکرا دے

مجھے بھی خود کو کھلانا ہے آسمانوں پر
مجھے بھی اپنی رفاقت کا ایک لمحہ دے

مرا وجود ترے عکس کی امانت ہے
اسی یقیں کو کبھی اپنا جسم پہنا دے

ٹپکتا رہتا ہے اکثر جو تیری پلکوں سے
مرے بدن کو اُسی نور کا خلاصہ دے

میں تجھ کو دیکھ کے ہر بات بھول جاتی ہوں
میں تجھ سے کیسے کہوں زندگی کو کیا کیا دے

میں کس کے کاندھوں پہ سر رکھ کے زندگی مانگوں
کسمؔ جو میری صداقت کو وہ بھی جھٹلا دے

جہاں ہم نے خود سے ملاقات کی
یقین آگیا آپ سے بات کی
نگاہوں سے چھو لے کسی دن مجھے
بچا آبرو میرے جذبات کی
مرے پاس دینے کو کچھ بھی نہیں
ملی زندگی وہ بھی خیرات کی
اسی رات نے دل جلایا مرا
سنواری تھی تقدیر جس رات کی
میں پھر اپنی مٹھی کہاں کھولتی
بہت روشنی تھی سوالات کی
مگر سانس لینا تو مشکل رہا
ہوا تو چلی تھی خیالات کی
بدن میرا خوشبو کے سائے میں ہے
عنایت ہے سانسوں پہ حالات کی
زباں کاٹ کر میرے ہاتھوں پہ رکھ
عدالت میں انصاف کی بات کی
مجھے آنسوؤں سے جلایا گیا
کسم نیند گہری تھی برسات کی

گونگی بہری صدیوں پر اک لمحہ رکھ دینا
اترے مجھ پر دھوپ تو اپنا سایا رکھ دینا

پیاس نہ جانے کس بستی میں بدلے اپنا رنگ
ہر گہرے ساگر پر بہتا دریا رکھ دینا

جس دن اپنے ہاتھ پسارے میری محرومی
لکھ کر میرے نام سبھی کچھ اپنا رکھ دینا

پھر بتلانا کتنے پتّے اس سے جھڑتے ہیں
کسی پیڑ پر تیز ہوا کا جھونکا رکھ دینا

اس سے پہلے میں آنکھوں سے کوئی بات کروں
آئینے کے اندر اپنا چہرہ رگھ دینا

آنکھوں کو جس وقت وراثت بانٹو اشکوں کی
کچھ نہ کچھ اس میں میرا بھی حصّہ رکھ دینا

پہنا دینا جو خوشبو جو رنگ تمھیں بھائے
میں کیا بولوں مرے تن پر کیا کیا رکھ دینا

من پاگل ہے نیند سے اٹھ کر رو بھی سکتا ہے
اس کے سرہانے بھی ایک کھلونا رکھ دینا

یوں رکھتی ہوں ہونٹوں پر میں ان کا نام کُسمؔ
جیسے انگاروں پر اک گلدستہ رکھ دینا

دکھا کر خواب دریا کے مجھے پیاسا نہیں رکھنا
محبّت کو وفا کے نام پر تنہا نہیں رکھنا
کبھی میری وفا کو اس طرح بھی آزمانا تم
کھلے جب دھوپ تو سر پر مرے سایا نہیں رکھنا
یہاں تو لمحہ لمحہ بے صدا صدیوں کے سائے ہیں
سلگتی ریت پر بہتا ہوا دریا نہیں رکھنا
وہ بچپن تھا کھلونے ٹوٹنے پر رونے لگتا تھا
نبھا پاؤ تو رکھنا دوستی ورنہ نہیں رکھنا
تمھیں معلوم ہے کتنی ادھوری، کتنی تنہا ہوں
کسی دن ٹوٹ جاؤں فاصلہ اتنا نہیں رکھنا
سجا دینا کسی دن اپنی رنگت میری رنگت پر
مجھے تم جیسا پانا عمر بھر ویسا نہیں رکھنا
بہت نزدیک سے آواز دینا میرے سائے کو
دلوں کے درمیاں کوئی کبھی پردا نہیں رکھنا
زمیں پر پھول بھی کھلتے ہیں، خوشبو بھی، اجالے بھی
کہیں بھی موسموں سے دور کا رشتہ نہیں رکھنا
یہ دنیا کس کی چاہت ہے یہ دنیا کس نے مانگی ہے
کسم اک بار بھی دل پر مرے دنیا نہیں رکھنا

جب بھی میرے پاس آئی زندگی میں چپ رہی
آنسوؤں میں بہہ گئی ساری خوشی میں چپ رہی
روشنی میں ہونٹ اپنے کھول بھی سکتی تھی میں
تیری چاہت جب سوالوں سی ملی میں چپ رہی
چاہتی تو میں بھی تھی کوئی نہ پوچھے میرا حال
آنسوؤں نے اپنی مٹّھی کھول دی میں چپ رہی
جانتی تھی گہرے سنّاٹے مری تقدیر ہیں
جلتے سورج نے بجھا دی روشنی میں چپ رہی
قطرہ قطرہ پیاس کا احساس گہرا ہوگیا
دھوپ نے ہی مجھ کو پہنا دی نمی میں چپ رہی
میں تو اپنی بے بسی کی آخری منزل میں ہوں
آپ نے جب بھی مجھے آواز دی میں چپ رہی
شاخ سے منہ موڑ کر پتّے ہوا میں اڑ گئے
ایک آندھی دل سے ٹکراتی رہی میں چپ رہی
اب گلہ ہے آپ کو میں نے شکایت کیوں نہ کی
زندگی جینے لگی بیچارگی میں چپ رہی
شور بھی کرتی تو واپس کچھ نہیں ملتا کسمؔ
میری ہر اک چیز چوری ہوگئی میں چپ رہی

●

جب بھی اپنا چہرہ دیکھا
اک دھندلا آئینہ دیکھا
رونا دیکھا ہنسنا دیکھا
ساری عمر تماشہ دیکھا
دیکھا ہوتا تو بتلاتے
اس دنیا کو کیسا دیکھا
تاریکی میں ان آنکھوں نے
کیا بتلائیں کیا کیا دیکھا
لنگڑا جیت گیا سب دوڑیں
آنکھوں والا اندھا دیکھا
کچھ کہنے سے حاصل کیا ہے
جو بھی دیکھا اچھا دیکھا
میدانوں میں پیاس اُگائی
پربت پر اک دریا دیکھا
وہ بھی اشکوں سے بھیگی تھیں
جن آنکھوں کو پیاسا دیکھا
مایوسی تھی کسمؔ ہاتھ میں
چھو کر جب اک سایہ دیکھا

○

خواب تو صرف خواب ہوتے ہیں
دل کہاں کامیاب ہوتے ہیں
ایک سی کب کسی کی گذری ہے
کچھ نہ کچھ دن خراب ہوتے ہیں
ڈوب جاتے ہیں ہم سوالوں میں
آپ جب لاجواب ہوتے ہیں
بھیڑ میں گم ہے روشنی کا وجود
ظلم اب بے حساب ہوتے ہیں
جب جہنّم بنا دیا تونے
کیوں زمیں پر عذاب ہوتے ہیں
کھولنا چاہتی ہوں جب آنکھیں
سامنے آفتاب ہوتے ہیں
پیاس ہمراہ لے کے مت چلنا
راستے میں سراب ہوتے ہیں
صرف حالات کی عنایت ہے
آدمی کب خراب ہوتے ہیں
یاد آتے ہیں وہ کسُم مجھ کو
سامنے جب گلاب ہوتے ہیں

●

○

جسکو اپنا مانتی ہوں میں وہی میرا نہیں
میری اپنی ہی وراثت میں مرا حصہ نہیں

رکھ دیئے سورج کے ہاتھوں پر اجالوں نے چراغ
تجھ کو جب دیکھا تو گھر کا آئینہ دیکھا نہیں

تو ہی میری ابتداء ہے تو ہی میری انتہا
تو ہی بتلا تجھ سے میرا کون سا رشتہ نہیں

ہر سفر ہر راستے میں جو مرے ہمراہ تھا
دو قدم بھی ساتھ میرے وہ کبھی آیا نہیں

جس خلوصِ دل سے سونپی تجھ کو اپنی آرزو
اتنی سچائی سے تونے کیوں مجھے سوچا نہیں

یہ شکایت تو نہیں بس ایک سچّی بات ہے
جاتے جاتے تو نے مڑ کر بھی مجھے دیکھا نہیں

میں نے تیرے سامنے کھینچی نہیں کوئی لکیر
ٹوٹ جائے جو کسی دن وہ مرا وعدہ نہیں

تجھ کو پہچانے تو پہچانے مجھے بھی زندگی
میں تری آواز ہوں آواز کا سایہ نہیں

میں نے اسکی راہ میں آنکھیں بچھا دی ہیں کسمؔ
میری خاطر آسماں سے جو کبھی اترا نہیں

●

انDھیرا اس قدر گہرا نہیں ہے
ترے بارے میں کچھ سوچا نہیں ہے
نہ جانے کیوں اسی جانب رواں ہوں
جہاں سے لوٹ کر آنا نہیں ہے
جو میری روح کو شاداب کر دے
مری بستی میں وہ دریا نہیں ہے
مرے سر رکھ دیئے الزام سارے
کوئی مجھ کو ابھی سمجھا نہیں ہے
وہاں کچھ سسکیوں سے کام لینا
جہاں بستی میں سناٹا نہیں ہے
صداقت زندگی کی جس کو کہیئے
ہمارے بیچ وہ رشتہ نہیں ہے
اگر تم کو برا سب کہہ رہے ہیں
تو پھر دنیا میں کچھ اچھا نہیں ہے
اجالے میں نہ اپنی آنکھ کھولے
ابھی دل اس قدر ٹوٹا نہیں ہے
کسم اتنی شکایت ہے لبوں پر
کسی نے مجھ سے کچھ مانگا نہیں ہے

●

ہنسایا غموں نے رلایا خوشی نے
بہت آزمایا مجھے زندگی نے

ابھی تک مہکتی ہے میری اداسی
مجھے چھو لیا تھا کسی دن کسی نے

کبھی آنسوؤں سے بہے میرے لمحے
کبھی بھر دیا میرا دامن خوشی نے

ہواؤں میں یہ زندگی کیوں بکھرتی
کیا بے صدا بس مجھے آپ ہی نے

مری چند سانسوں کی پرچھائیاں تھیں
جنھیں پی لیا ایک پیاسی ندی نے

تجھے اپنا سایہ بھی رکھنا تھا سر پر
نظر مجھ پہ ڈالی تھی جب بیکسی نے

نہ آنسو برستے نہ بدنام ہوتی
سکھاتا اگر تو غموں کے قرینے

وہاں آپ بھی تھے تماشائیوں میں
اندھیرے دیئے جب مجھے روشنی نے

کسم کوئی میری صداقت نہ سمجھا
رکھے مجھ پہ الزام لیکن سبھی نے

○

اگر تو کسی دن بدل جائے گا

ہراک خواب اشکوں میں ڈھل جائے گا

مرے گھر میں جب بھی رکھے گا قدم

اُجالا نئی چال چل جائے گا

مجھے اپنی بانہوں کا احساس دے

کوئی گرنے والا سنبھل جائے گا

کھلونے دکھانا تو مشکل نہیں

مگر ایک بچّہ مچل جائے گا

سبھی کچھ یہیں چھوڑ جائیں گے ہم

فقط ساتھ اپنے عمل جائے گا

مری سوچ بھی کیا عجب سوچ ہے

کہ پانی میں پتّھر پگھل جائے گا

اگر تو مجھے پیار سے دیکھ لے

ہر اک حادثہ آج ٹل جائے گا

ہواؤں سے کہدو ذرا تو رکیں

سرِ شام سورج بھی ڈھل جائے گا

اگر آ گیا میرے گھر وہ کُسمؔ

مجھے دے کے دو چار پل جائے گا

●

ایک جھلک اپنی دکھلا کر چلا گیا
آنکھوں میں کچھ خواب سجا کر چلا گیا
نرم ہوا کے جھونکے نے جب بدن چھوا
آسمان پر مجھے بٹھا کر چلا گیا
میرے آنسو اس کو اچھے لگتے ہیں
گھر کے سارے دیپ بجھا کر چلا گیا
آنکھیں بھی نہ کھول سکا کوئی ارماں
وہ میرے گھر آیا آکر چلا گیا
جب بھی میں نے اس سے اک سایہ مانگا
میرے سر پر دھوپ بچھا کر چلا گیا
کیا اس کے حالات نہیں اس کے بس میں
میرے سب لمحے بکھرا کر چلا گیا
شاید کوئی بستی نئی بسائے گا
جو گھر کی دیواریں ڈھا کر چلا گیا
جانے کتنی راہیں ہاتھوں پر رکھ دیں
دل کو خوابوں میں الجھا کر چلا گیا
جس کو سونپی ارمانوں کی لاج کسمؔ
وہ بھی میری ہنسی اڑا کر چلا گیا

کسی کو یاد کریں خود کو بھول جائیں ہم
پھر اس کے بعد غموں کی ہنسی اڑائیں ہم
زمیں کی خاک سہی پھر بھی یہ تمنا ہے
فلک پہ چاند ستاروں سا جھلملائیں ہم
ہمارے خواب ہمیں بیقرار کرتے ہیں
کھلائیں زخم، بہاروں کے گیت گائیں ہم
یہ بھینی بھینی سی خوشبو یہ نرم نرم ہوا
تمھاری سمت نہ دیکھیں تو ٹوٹ جائیں ہم
نہ جانے کیوں تری معصومیت نے چاہا ہے
بہائیں اشک مگر پھر بھی مسکرائیں ہم
کسے خبر یہ گھنی چھاؤں پھر ملے نہ ملے
سفر دراز ہے کچھ دیر بیٹھ جائیں ہم
بس اتنا کرنا سبھی آئینے بجھا دینا
تمھارے گھر جو کسی روز ملنے آئیں ہم
ہمارے پاس تو اب کوئی راستہ بھی نہیں
سوائے یہ کہ تمھیں عمر بھر منائیں ہم
ہمیں تو کوئی بھی پہچانتا نہیں ہے کسم
جو تم نہ ہو تو یہ چہرہ کسے دکھائیں ہم

معصوم وفاؤں کا اتنا تو صلہ دیتے
اک راہ کے پتّھر کو ٹھوکر ہی لگا دیتے

کیا دل نے خطا کی تھی اتنا تو بتا دیتے
نظروں سے گرانا تھا نظروں سے گرا دیتے

کیا سوچ رہی ہوں میں کیوں سوچ رہی ہوں میں
آنکھوں سے مری اک دن پردا تو اٹھا دیتے

لب سوکھ گئے میرے دل ٹوٹ چکا میرا
حالات مرے مجھ کو کیا میرا پتا دیتے

ممکن تھا محبّت کی گہرائیاں چھو لیتی
پہلے مری راہوں سے دیوار ہٹا دیتے

لب کھول بھی سکتے تھے سہمے ہوئے سنّاٹے
اک روز محبّت سے تم مجھ کو صدا دیتے

دیکھی نہ کبھی تم نے چھو کر مری مجبوری
منظور مجھے سب تھا تم کوئی سزا دیتے

اک دن تو مرے دل پر بارش سے برس جاتے
اک بار تو خوابوں کی تم عمر بڑھا دیتے

پھر تم کو کسمؔ سے بھی شکوہ نہ کوئی ہوتا
جینے کا سلیقہ تو اکبار سکھا دیتے

●

میرے پیروں سے بندھا کوئی سفر لگتا ہے
دور لیکن مرے خوابوں کا نگر لگتا ہے
اب قدم اپنے اٹھاؤں گی تو گر جاؤں گی
مجھ کو اپنے ہی خیالات سے ڈر لگتا ہے
چند لمحات کو ایک پھول کھلا تھا دل میں
یہ مجھے ماں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے
خوف یہ بھی ہے کہ سورج نہ جلا دے مجھ کو
صرف محفوظ مجھے اپنا ہی گھر لگتا ہے
یہ کہیں میرے خیالات کا سایا تو نہیں
میرے نزدیک نہیں کوئی مگر لگتا ہے
نرم آہٹ نے مرے ذہن پہ دستک لکھ دی
لیکے آئی ہے کوئی ان کی خبر لگتا ہے
ملنے جلنے کی کسی کو یہاں فرصت ہی نہیں
ہوگئے بند سبھی رشتوں کے در لگتا ہے
یہی بہتر ہے زمانے سے تعلّق رکھیئے
کہاں دنیا کی صداقت سے مفر لگتا ہے
جس کو حالات نے گمنامی میں رکھا ہے کسم
میرے ٹوٹے ہوئے سپنوں کا نگر لگتا ہے

ہم سمجھتے ہیں مگر یہ زندگی آساں نہیں
تیرگی آساں ہے لیکن روشنی آساں نہیں

بیٹھے بیٹھے ہی چھلک پڑتے ہیں آنسو آنکھ سے
ایک لمحہ بھی زمانے میں خوشی آساں نہیں

مل لیا کرتے تھے ہم تم سے پرانی بات ہے
ایسا لگتا ہے کہ اب یہ بات بھی آساں نہیں

چلتے چلتے چھوٹ بھی جاتے ہیں اکثر ہمسفر
راستے میں ایک اندھا موڑ بھی آساں نہیں

اشک آنکھوں میں سجا لیں تو گذر جائے یہ رات
آنسوؤں سے تو نبھا لیں گے ہنسی آساں نہیں

ہر قدم پر زندگی کرنے لگی مجھ سے سوال
ساتھ اِس کا ایسا لگتا ہے ابھی آساں نہیں

کاٹ کر دیکھیں گے کچھ لمحے کبھی تیرے بغیر
پھر یہ شاید کہہ سکیں تیری کمی آساں نہیں

رات گہری ہو تو جگنوؔ سے اجالے مانگ لیں
ہر قدم ہر موڑ پر یہ دھند سی آساں نہیں

اب مرے حالات نے سمجھا دیا مجھ کو کسمؔ
رو رہا ہو دل تو پھر اتنی خوشی آساں نہیں

○

نام تمھارے سب کچھ کر دوں دل کرتا ہے
تم کو اک خوابوں کا گھر دوں دل کرتا ہے
دھوپ جہاں بھی خالی کر دے پیاسا دامن
میں تجھ کو اشکوں سے بھر دوں دل کرتا ہے
لوٹ پھیر کر جو بس میرے گھر تک آئے
تجھ کو ایسی راہ گذر دوں دل کرتا ہے
جس میں میرا عکس، مری خوشبو مہکی ہو
ان آنکھوں کو وہ منظر دوں دل کرتا ہے
تیرے آنسو چھلکیں، آنچل بھیگے میرا
ساتھ ترا میں کانٹوں پر دوں دل کرتا ہے
آنکھیں رکھ دیں جس نے اپنی آسمان پر
اس پنچھی کو بال و پر دوں دل کرتا ہے
اِن کو بھی تو پتہ چلے کیسی ہے دنیا
ہر بستی کو ایک سفر دوں دل کرتا ہے
جب بھی تیرے ساتھ کھُلی راہوں میں نکلوں
سانسوں کو آنکھوں کا ڈر دوں دل کرتا ہے
کسمؔ مرا سارا تن من پھولوں سا مہکے
دل خود رکھ لوں تجھے نظر دوں دل کرتا ہے

●

○

دھوپ تیری یادوں کی جب بھی ساتھ چلتی ہے
جسم بھی پگھلتا ہے روح بھی پگھلتی ہے

مجھ کو باندھ رکھا ہے بے صدا اندھیروں نے
دل کے سونے آنگن میں دھوپ کب نکلتی ہے

میں نے ڈوبتے دل کو بارہا یہ سمجھایا
شب کی آہٹیں سن کر زندگی بھی ڈھلتی ہے

شور چند لمحوں کا اشک چند یادوں کے
میری بے بسی اکثر ساتھ لیکے چلتی ہے

یہ اصول جاری ہے کب سے اپنی دنیا میں
اس کا کاٹنا لازم شاخ جو بھی پھلتی ہے

آرزوئے دل جس کو سب عزیز رکھتے ہیں
جب بھی لڑکھڑاتی ہے پھر کہاں سنبھلتی ہے

بھول ایک لمحے کی وقت بیت جانے پر
آنکھ بھی تو مَلتی ہے ہاتھ بھی تو مَلتی ہے

وقت ڈھونڈ لیتا ہے کچھ نئی نئی راہیں
جب بھی زندگی اپنا راستہ بدلتی ہے

ہم نے اپنی دنیا سے بس یہی کُسم سیکھا
چیز جو چمکتی ہے روشنی کو کھلتی ہے

●

محبّت میں نگاہیں پھیرنا اچھا نہیں ہوتا
اندھیرا ہو تو روشن دل کا آئینہ نہیں ہوتا
یقیں آئے تو کیا آئے محبّت کی صداقت پر
جسے اپنا کہا دل نے وہی اپنا نہیں ہوتا
میں جب زندہ رہی تو سانس بھی لینا پڑی مجھ کو
کوئی ثابت کرے دنیا میں کیا ایسا نہیں ہوتا
تعلّق دل سے دل کا زندگی جھٹلا نہیں پاتی
بدن وہ کون ہے جس کا کوئی سایا نہیں ہوتا
مرے نزدیک آؤ مجھ کو بھی لکھنا ہے سچّائی
سنا یہ ہے اجالا پاس کا دھندلا نہیں ہوتا
کئی صدیاں جیا انساں مگر اب بھی ادھورا ہے
کہیں صحرا نہیں ہوتا کہیں دریا نہیں ہوتا
بہت ممکن تھا اپنا نام لکھ دیتی ہواؤں پر
اگر تم نے مرے خوابوں کو جھٹلایا نہیں ہوتا
سُلگتی خامشی اس آنچ کی تہہ بھی نہ چھوُ پائے
کوئی آنسو جہاں میں اس قدر گہرا نہیں ہوتا
کسم کیوں آتے جاتے راستے میں روک لیتا ہے
وہ اک پتھّر کہ جس سے درد کا رشتہ نہیں ہوتا

اک اک کر کے بیت گئے دن
لیکر من کا میت گئے دن
جب موسم نے سورج پہنا
راتیں ہاری جیت گئے دن
ان کی آوازیں خالی تھیں
دیکر جو سنگیت گئے دن
چھپ کر بیٹھ گئی میں گھر میں
جب میرے وپریت گئے دن
آنسو، آہیں، غم، تنہائی
دے کر کیسی رِیت گئے دن
شبد شبد میں ارتھ بن گئی
لکھ کر کیسا گیت گئے دن
لمحے پیاسے، صدیاں پیاسی
بوند بوند سب رِیت گئے دن
سر پر چھت کا بوجھ بہت ہے
ڈھاکر من کی بھیت گئے دن
کون کسم واپس لائے گا
بیت گئے سو بیت گئے دن

○

دلوں کا درد نگاہوں کی خامشی دیکھو
قریب آؤ محبّت کی بے بسی دیکھو

ہیں چند اشک ابھی آسماں کی آنکھوں میں
کھُلی ہوئی ہے ابھی دھوپ میں نمی دیکھو

مرے قریب نہ آؤ تو کوئی بات نہیں
جہاں کھڑی ہوں وہاں تو کبھی کبھی دیکھو

یہ فاصلے تو نظر کو فریب دیتے ہیں
ذرا قریب سے پھولوں کی تازگی دیکھو

ڈھلے گی شام تو گھِر آئیں گے اندھیرے بھی
جو دیکھنا ہو مرا عکس تو ابھی دیکھو

وہ کون ہے جو اندھیروں کو کر گیا رسوا
گیا ہے کون مجھے دے کے روشنی دیکھو

زمانے والے تو غیروں کے غم پہ ہنستے ہیں
یہاں تو ہنستی ہے مجھ پر مری ہنسی دیکھو

حیات نام ہے شاید اسی تقاضے کا
ہے روشنی بھی دلوں کی بجھی بجھی دیکھو

کُسم میں بہتی ہواؤں کو روکتی کب ہوں
مری حیات کی بیچارگی سبھی دیکھو

●

غموں کا ذکر مت کرنا، خوشی کی بات مت کرنا
مرے نزدیک جب آنا کسی کی بات مت کرنا
ابھی تو صرف اک سایہ مری مٹھی میں آیا ہے
ابھی سے اعتبارِ زندگی کی بات مت کرنا
سجا رکھے ہیں میں نے چاند تارے اپنی پلکوں پر
مری راتوں سے اپنی روشنی کی بات مت کرنا
کبھی ہنسنا تو یوں ہنسنا کہ ہنسنا ہی مقدّر ہے
اگر آنسو نکل آئیں ہنسی کی بات مت کرنا
کبھی تو سوچنا تم نے مجھے سوچا کہاں تک ہے
فقط مجھ سے مری بیچارگی کی بات مت کرنا
جہاں آواز ہو، خوشبو ہو، نغمے ہوں، اجالے ہوں
وہاں بھی زندگی سے زندگی کی بات مت کرنا
مصیبت میں جہاں سایہ بھی آنکھیں پھیر لیتا ہے
جھکا کر سر کسی سے دوستی کی بات مت کرنا
ذرا یہ دیکھنا جو سر پہ ہے وہ ہاتھ کس کا ہے
یہاں سب لوگ اپنے ہیں سبھی کی بات مت کرنا
پہاڑوں سے اتر کر جو کسمؔ ساگر میں گرتی ہو
کسی پیاسی زمیں سے اس ندی کی بات مت کرنا

زندگی اب نہ کرے مجھ سے تقاضہ کوئی
میرے ہونٹوں پہ نہیں حرفِ تمنّا کوئی

چند خوابوں کی طرح ٹوٹ چکی ہوں میں بھی
اب نہیں چاہیئے نغموں کو سراپا کوئی

پیاس مانگوں کہ سلگتے ہوئے لمحے مانگوں
مری بستی میں چلا آیا ہے دریا کوئی

سن تو لی سب نے ہی چپ چاپ کہانی میری
غم فقط یہ ہے مرا درد نہ سمجھا کوئی

اتنا احساس نہ ہوتا مجھے تنہائی کا
نام لیکر جو مرا پاس بلاتا کوئی

کیسے ممکن تھا سمندر نہ سمندر ہوتا
ہاتھ رکھ دیتا اگر موج پہ قطرہ کوئی

اب یہاں ڈوبتے سایوں کے سوا کچھ بھی نہیں
انھیں دیواروں میں کھُلتا تھا دریچہ کوئی

پیار بھی کرتے ہو بدنام بھی کرتے ہو مجھے
اس زمانے نے کہاں دیکھا ہے تم سا کوئی

آج تک اس کی مہک ہے مری سانسوں میں کسمؔ
چھو گیا تھا مری لمحات کو جھونکا کوئی

جب محبّت میری ٹھکرائی گئی
بے زباں لمحوں کی سچّائی گئی

جب کسی کی آنکھ میں آنسو نہ تھے
پیاس کیوں رگ رگ میں دہکائی گئی

حادثہ یہ بھی ہے تیرے شہر میں
مجھ سے پہلے مری رسوائی گئی

آپ نے جب پھیر لی مجھ سے نظر
زندگی اشکوں سے بہلائی گئی

خواب دل پر دستکیں لکھنے لگے
جب صداقت میری دہرائی گئی

گھر کے بام و در سبھی خاموش ہیں
جب سے ان اشکوں کی گہرائی گئی

جانے کیوں میری اندھیری رات پر
نام تیرا لکھ کے تنہائی گئی

مانگ لوں گی آپ کی پرچھائیاں
میں اگر دنیا میں بھٹکائی گئی

کیوں نئی لگتی ہے یہ بستی کسمؔ
میں یہاں تو بارہا آئی گئی

○

تری وفا پہ اگر اعتبار کر لیتی
تمام عمر ترا انتظار کر لیتی

کسی کو میری وفاؤں سے کب گلہ ہوتا
ترا مزاج اگر اختیار کر لیتی

پھر اس کے بعد اجالوں سے گفتگو ہوتی
سیاہیوں کا سمندر تو پار کر لیتی

کسی نگاہ نے رک کر مجھے کہاں دیکھا
میں کیسے دامنِ دل تار تار کر لیتی

یقیں تو ہوتا کوئی سر پہ ہاتھ رکھ دے گا
دل و نظر کو اگر بیقرار کر لیتی

تو میرے دل میں رہا میری آرزو بنکر
کبھی تو تجھ کو کہیں آشکار کر لیتی

زمانہ مجھ کو اٹھا لیتا اپنے ہاتھوں پر
تری نظر کو اگر راز دار کر لیتی

جو ایک لمحہ ترا میرے نام ہو جاتا
تو زندگی کے سبھی غم شمار کر لیتی

تمام عمر کسم آرزو نے تڑپایا
کسی سے عہدِ وفا استوار کر لیتی

●

○

میں اپنے دل کی صداقت سے بدگماں کب ہوں
میں کیوں تلاش کروں خود کو میں یہاں کب ہوں

عطا ہوئے ہیں مجھے بے قرار سناٹے
زباں نہ کھول سکوں اتنی بے زباں کب ہوں

ہر ایک لمحہ مرا قید ہو گیا گھر میں
میں تیرے ساتھ کہیں بھی رواں دواں کب ہوں

جہاں گلاب مہکتے ہیں نرم شاخوں پر
میں آرزو کا وہ شاداب گلستاں کب ہوں

جہاں پہ چھوڑ گئی تھی تری وفا مجھ کو
وہاں تلاش نہ کر مجھ کو میں وہاں کب ہوں

مجھے بھی لگتا ہے میں زندگی کے کام آئی
تری نگاہ بھی کہتی ہے رائیگاں کب ہوں

قبول کر لیا جتنا بنا دیا تو نے
میں اپنے جسم کے سائے سے بدگماں کب ہوں

مرا وجود ہتھیلی پہ مانگنے والے
جو آنکھ ہو تو مجھے دیکھ بے نشاں کب ہوں

بس ایک سچ کی طرح میں نے زندگی جی ہے
کسمؔ حیات کی بے روح داستاں کب ہوں

●

○

جس قدر ہیں زندگی کی خواہشیں
سب کی سب ہیں آدمی کی خواہشیں

میرے آنسو اور گہرے ہو گئے
چھو کے دیکھیں جب کسی کی خواہشیں

بجھ نہ جائیں بے زباں تنہائیاں
کر رہی ہوں روشنی کی خواہشیں

پھیر لیں آنکھیں مری تقدیر نے
دیکھ کر بیچارگی کی خواہشیں

ہر طرف ہیں دوریاں بکھری ہوئی
آپ کے گھر آپ ہی کی خواہشیں

سکھ سے جینا سکھ سے ہو مرنا نصیب
بس یہی تو ہیں سبھی کی خواہشیں

ڈوب جاتی ہیں سفر کے بعد بھی
اک سمندر میں ندی کی خواہشیں

دردِ دل سے پوچھنا بیکار ہے
بیکسی کی بے بسی کی خواہشیں

خوف سا لگنے لگا اس سے کُسمؔ
جانے کیا ہونگیں خوشی کی خواہشیں

●

غم اور خوشی کے بیچ صداقت بدل گئی
آئینہ کیا بجھا مری صورت بدل گئی

سوچا تھا کچھ سکوں کے اجالے سمیٹ لوں
میرے قریب آئی تو قسمت بدل گئی

میں بھی وہی ہوں تو بھی وہی، درد بھی وہی
پھر کس طرح نگاہِ محبّت بدل گئی

معلوم کب تھا اتنی بدل جائے گی حیات
لگتا ہے زندگی کی حقیقت بدل گئی

آنکھوں سے آفتاب کا رشتہ اٹوٹ تھا
بدلا جہاں قلم تو عبارت بدل گئی

کوئی بھی میرے گھر میں مجھے پوچھتا نہیں
لگتا ہے آج سب کی ضرورت بدل گئی

کیا بات ہے کہ بھول گئے آپ بھی مجھے
یہ بھی نہیں کہ میری شباہت بدل گئی

کھانے میں ذائقہ ہے نہ ممتا میں ہے مٹھاس
شادی کے بعد بچّوں کی عادت بدل گئی

لگنے لگے ہیں ہم بھی بہت اجنبی کسمؔ
بستی میں جب سے ایک عمارت بدل گئی

سب سے اپنا درد چھپا کر تنہائی میں روتی ہوں
ہوتے ہیں جب سپنے بنجر تنہائی میں روتی ہوں
ان کی سوچو جو پھولوں کی ہنسی چرایا کرتے ہیں
میرا کیا ہے میں تو اکثر تنہائی میں روتی ہوں
بچپن میں جو گود میں میری رات رات بھر سویا ہے
بات نہیں کرتا جب وہ گھر تنہائی میں روتی ہوں
جانے کس نے مرے جسم کے اتنے ٹکڑے کر ڈالے
خالی سی ہوں اندر باہر تنہائی میں روتی ہوں
میرے سوکھے آنسو پی کر دریا تہہ میں بیٹھ گیا
دیکھ کے من کی میلی چادر تنہائی میں روتی ہوں
جانے کیسا پاگل پن ہے جانے کیسی نادانی
مار کے ہر شیشے کو پتھر تنہائی میں روتی ہوں
جب تک رکھ پائی میں نے بھی دیواروں کی لاج رکھی
اب پانی ہے سر سے اوپر تنہائی میں روتی ہوں
آنسو کی اک بوند تھی مجھ پر سورج نے احسان کیا
دل پر رکھ کر ایک سمندر تنہائی میں روتی ہوں
ہے کس کی تقدیر میں ہیرے موتی کا بیوپار کسمؔ
میں تو چُن کر کنکر پتھر تنہائی میں روتی ہوں

●

تعارف

نام : کسم پاراشر

پیدائش : ۱۰ اگست ۱۹۴۳ء

مقام پیدائش : اندور (مدھیہ پردیش)

تعلیم : بی. اے. وکرم یونیورسٹی، اوجین

ملازمت : بی. ایچ. ای. ایل.، بھوپال ۱۹۷۰ء سے ۲۰۰۳ء تک

تصانیف :

(۱) گیلی دھوپ (غزلیں دیوناگری میں) ۱۹۹۰ء

(۲) شبد، بھاؤ، ارتھ (ہندی کویتائیں اور گیت) ترتیب شدہ

(۳) دائرے (اردو رُباعیات) ترتیب شدہ

(۴) روٹی (کھنڈ کاویہ دیوناگری میں) ترتیب شدہ

(۵) میں چُپ رہی (غزلیات)

رابطہ

۵۲، پرانا اشوکا گارڈن، رائسین روڈ، بھوپال۔ 462 023 (ایم.پی.)

فون : 2581704 (0755)